شاتمِ رسول کی سزا

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ اور ﴿مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا﴾

[الأحزاب: ٥٧، ٦١]

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' اور: ''ایسے لوگ لعنت زدہ ہیں، جہاں کہیں بھی پائے جائیں، انھیں پکڑ لیا جائے اور انھیں بری طرح قتل کر دیا جائے۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں اور عذابِ مہین ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ دنیا اور آخرت کی لعنت اور عذابِ مہین کا ان کے لیے تیار ہونا معاملے کی سنگینی کا مظہر ہے۔ یہ ان لوگوں کی سزا کا بیان ہے جو ایذا رسانی کرتے ہیں۔ اور گستاخ سے بڑھ کر ایذا رساں اور کون ہو سکتا ہے!

اس لیے ایسے لوگوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جو پہلے اور بعد والے، سب لوگوں سے افضل اور عظیم ہستی کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

شاتم رسول اوراس کی توبہ کا حکم

مسلمان سے اگر نبی ﷺ کی شان میں توہین یا سب وشتم کا صدور ہو تو ایسا شخص کافر اور مرتد ہے اور اس کا حکم قتل ہے، اس مسئلے پر اُمت کا اجماع ہے۔ قاضی عیاض "الشفاء" میں اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''الصارم المسلول'' میں لکھتے ہیں: "أجمعت الأمة على قتل منتقصه من المسلمین و سابه ." ''آپ ﷺ کی توہین اور آپ پر سب کرنے والے مسلمان کے قتل پر امت کا اجماع ہے۔''

اور محمد بن سحنون فرماتے ہیں: "أجمع العلماء على أن شاتم النبي ﷺ والمنتقص له كافر والوعيد جاء عليه بعذاب الله له وحكمه عند الأمة القتل ومن شك في كفره وعذابه كفر ." ''اُمت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور ایسے شخص سے متعلق قرآنِ کریم میں سخت عذاب کی وعید آئی ہے۔ اور اُمت مسلمہ کے نزدیک ایسے شخص کا حکم قتل ہے۔ اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرتا ہے، وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔''

ذمی اور معاہد سے اگر نبی ﷺ کی شان میں توہین یا سب وشتم کا صدور ہو تو اکثر اہل علم کے نزدیک اس کا حکم بھی قتل ہے اور ایسا شخص آپ ﷺ کو گالی دینے اور آپ ﷺ کی توہین کرنے کے سبب قتل کر دیا جائے گا۔ اہل مدینہ اور فقہائے حدیث: امام احمد، شافعی اور اسحٰق رحمہم اللہ وغیرہ کا یہی قول ہے۔

کیا شاتم رسول کی توبہ قبول کی جائے گی؟ توہین کرنے اور گالی دینے والے کی توبہ کے دو پہلو ہیں: اوّل: آخرت کا پہلو۔ دوم: دنیا کا پہلو۔ اَحکامِ آخرت میں اگر اس شخص کی توبہ نصوحہ اور صادقہ ہوئی تو وہ مقبول و منظور ہو گی ان شاء اللہ کیونکہ قرآن وسنت کے عمومی دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کفار، منافقین اور ملحدین کی توبہ اُخروی احکام میں مقبول و منظور ہوتی ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ [التوبة: ۱۰٤] ''اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' جب کہ احکامِ دنیا میں اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور بہ طورِ حد ایسا شخص قتل کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ شادی شدہ زانی کو رجم کیا جاتا ہے اور اسی طرح قذف کے مرتکب کی توبہ اس سے حدِ قذف ساقط نہیں کرتی، اسی طرح توہینِ رسالت کے مرتکب فرد اور آپ ﷺ کو گالی دینے والے کو بھی بہ طورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی۔

آپ ﷺ کو اپنی زندگی میں یہ حق حاصل تھا کہ وہ چاہتے تو معاف کر دیتے تھے یا قتل کر دیتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ گالی دینے والے سے چند دیگر حقوق متعلق ہو جاتے ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کا حق: کیونکہ اس نے اللہ کے رسول کو گالی دی ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کا حق: اب ایسا کوئی نہیں جو آپ ﷺ کی اس حق میں نیابت کرے اور اُسے معاف کرے۔ (۳) تمام امت اسلامیہ کا حق: کیونکہ کسی مومن کے والدین کو اگر گالی دے دی جائے تو اسے اتنی عار اور شرمندگی محسوس نہیں ہو گی جتنی نبی اکرم ﷺ کو گالی دی جانے سے وہ محسوس کرتا ہے، اس لیے کہ مومن اپنے والدین اور اہل وعیال کو گالی دینے کے مقابلے میں اگر نبی ﷺ کو گالی دی جائے تو زیادہ غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

بانی: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

سرپرست: مولانا ابوبکر صدیق السلفی

مسلک اہلحدیث کا داعی و ترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور

یکے از مطبوعات دارالدعوۃ السلفیۃ

10 ذی قعدہ 1433ھ جمعۃ المبارک 28 ستمبر تا 04 اکتوبر 2012ء

شمارہ 38 جلد 64

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج برانچ لاہور

فون نمبر : 042-3735 4406

فیکس نمبر : 042-37229802

رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

بدل اشتراک

فی پرچہ	:	-/12 روپے
سالانہ	:	-/500 روپے
بیرونی ممالک سے	:	-/200 ریال -/60 ڈالر امریکی

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

اداریہ

پس چہ باید کرد

ملک عصمت اللہ

امریکی ریاست کیلی فورنیا میں مقیم نکولا بیسلے نکولا نامی اسرائیلی یہودی نے جعلی نام سام بیسائیل کے ساتھ بہ طور رائٹر اور ڈائریکٹر ''مسلمانوں کی معصومیت'' (Innocence of Muslims) کے نام سے ایک فلم تیار کر کے ''یوٹیوب'' پر جاری کر دی جس پر ۵ ملین ڈالر، یعنی پچاس لاکھ ڈالر صرف ہوئے اور تقریباً ایک سو یہودیوں نے اس فلم میں سرمایہ کاری کی۔ بہ طور رائٹر اور ڈائریکٹر جعلی نام کا استعمال کرنا اور فلم نیٹ پر چلا کر روپوش ہو جانا اس بات کی صریح علامت ہے کہ اس نے جو کچھ کیا پوری شعوری آگاہی کے ساتھ کیا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا ردعمل کیا ہوگا۔

یہ فلم موضوع اور مواد کے اعتبار سے اتنی دل خراش اور توہین آمیز ہے کہ پورا عالم اسلام تڑپ اٹھا ہے اور سراپا احتجاج بن گیا ہے۔ ملک ملک اور شہر شہر احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے ہیں۔ لیبیا میں امریکی قونصل خانہ جلا دیا گیا اور سفارت خانے پر حملہ کر کے امریکی سفیر سمیت چار افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ مصر میں ایک امریکی سکول کو آگ لگا دی گئی اور امریکی سفیر کو ہلاک کر دیا گیا۔ سوڈان میں برطانوی اور جرمنی سفارت خانے نذر آتش کر دیے گئے۔ احتجاج میں یہ شدت اس امر کی عکاس ہے کہ فلم انتہائی ذلیل اور گھٹیا مواد پر مشتمل ہے۔ جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے وہ اپنی آزاد خیالی کے باوجود اسے چند منٹ سے زیادہ دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکے اور جو کچھ دیکھا اس پر توبہ توبہ پکار اُٹھے ہیں۔

اس فلم کی اداکارہ سنڈلی گارشیا نے امریکی عدالت میں اس کے ڈائریکٹر اور پروڈیوسر کے خلاف مقدمہ دائر کیا کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے کہ فلم کی ڈبنگ کرتے وقت ان کے مکالمے تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ لیکن امریکی عدالت نے اس کی درخواست کو مسترد کر دیا اور کہا کہ ہم اس فلم پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ یہ سارے واقعات اس کی غمازی کر رہے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکی کس حد تک متعصب واقع ہوئے ہیں۔

یہود کی اسلام دشمنی ایک مسلمہ امر ہے۔ ان کے سینوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض وحسد کی آگ ہمہ وقت بھڑکتی رہتی ہے۔ قرآن کا یہ بیان کس قدر صداقت پر مبنی ہے: ''(تمھارے بارے میں ان کا) بغض ان کے مونھوں سے ٹپکا پڑتا ہے اور (تمھارے خلاف نفرت اور دشمنی کے جو جذبات) ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔'' لیکن حیرت اس امر پر ہے کہ یہودیوں نے جن (نصاریٰ) کے ''خداوند'' خدا کو صلیب پر چڑھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی وہ بھی مسلمانوں کے خلاف ان کی پشت پناہی پر تلے ہوئے ہیں اور اسلام دشمنی میں ان کے شریک وسہیم بنے ہوئے ہیں۔

عالم اسلام کے احتجاج کی شدت کے پیش نظر امریکی حکومت کو اپنی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہی بنی۔ صدارتی ایوانوں سے ایک بیان جاری کیا گیا کہ ہم اس فلم سے لاتعلق ہیں، تاہم ہمارے ہاں اظہارِ رائے کی مکمل آزادی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ صدارتی ایوانوں میں بیٹھا شخص عقل ودانش اور فہم وفراست سے عاری ہے۔ اس کے ساتھ وہ پرلے درجے کا جاہل بھی ہے کہ اسے ''رائے'' اور ''بغض'' میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ رائے کا اظہار دلیل اور سلیقے سے کیا جاتا ہے جب کہ بغض کے اظہار کے لیے ادب اور سلیقے کا کوئی تکلف روا نہیں رکھا جاتا۔ ایک شخص جو اس کے منہ میں آتا ہے اول فول بکتا چلا جاتا ہے جس کا اعلیٰ نمونہ مذکورہ فلم بھی ہے۔

جہاں تک فلم سے لاتعلقی کا تعلق ہے تو یہ دعویٰ سفید جھوٹ ہے۔ امریکی صدر کوئی خلا میں حکومت تو نہیں چلا رہا۔ اس کے زیر سایہ کوئی نہ کوئی ایسا محکمہ ضرور ہوگا جو اس فلم کے بارے میں جانتا ہوگا اور جس کی منظوری اور تعاون سے یہ فلم بنی اور یوٹیوب پر جاری کی گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس فلم کے بارے میں اسے کوئی علم نہیں یا یہ کہ ان اداروں پر اس کا کوئی اختیار نہیں تو ہم یہ سوال کرنے میں حق بہ جانب ہیں کہ وہ آخر صدر کس چیز کا ہے؟ ان کی ایجنسیاں کس کام کی ہیں جو ان کی حکومت میں ہونے والے اہم واقعات کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے میں ناکام رہیں، یا یہ کہ وہ شخص یہ تک نہیں جانتا کہ اس کے زیر سایہ ہونے والے واقعہ کا ردعمل کیا ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کے نزدیک عدل وانصاف کی کوئی اہمیت نہیں جب کہ مسلمانوں کے ہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ☆......''اگر چہ یہ تمھارے اپنے یا والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔'' (النساء:۱۳۵) ☆......''ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم سے دشمنی کے سبب کہ انھوں نے تم کو مسجد حرام سے روک رکھا ہے، حد سے نکل جاؤ۔'' (المائدہ:۲) ☆......''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے گواہی دو۔'' (المائدۃ:۸) کتنی واضح ہے قرآن کی یہ ہدایت کہ دشمن کیسا ہی کیوں نہ ہو مگر عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔انصاف پر مبنی ذرا سعودی عرب کے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ شیخ کا بیان کہ انھوں نے تمام ممالک اور بین الاقوامی اداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ پیغمبر اسلام کی توہین کو جرم قرار دیا جائے تاہم انھوں نے قونصل خانوں اور سفارت خانوں پر حملوں کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ بے گناہوں اور سفارت کاروں پر حملے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔کس قدر انصاف پر مبنی ہے ان کا یہ بیان۔فللہ الحمد

دوسری طرف ان مظاہروں کا اثر ہماری حکومت پر بھی ہوا اور انھوں نے اپنی کابینہ کے خصوصی اجلاس منعقدہ ۲۰ ستمبر میں معمول کا ایجنڈا معطل کر کے ایک مذمتی قرار داد منظور کی اور فیصلہ کیا کہ جمعۃ المبارک کے دن اسلام آباد اور صوبائی دارالحکومتوں میں عشق رسول کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس روز عام تعطیل ہوگی اور تمام کاروبار بند رہیں گے۔تین وزراء...... فاروق نائیک، فرزانہ راجہ اور عبدالحفیظ شیخ...... کی مخالفت کے باوجود تعطیل تو ہوگئی اور کاروبار بھی بند رہا لیکن صوبوں میں ایسی کانفرنسوں کا انعقاد نہ ہوسکا۔یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ صوبائی حکمرانوں کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ محبت نہ تھی بلکہ اس کا سبب کچھ اور ہی تھا کہ یہ فیصلے عجلت مگر تاخیر سے کیے گئے کہ ان کے نفاذ کی نوبت ہی نہ آسکی۔

اسلام آباد کانفرنس میں وزیراعظم نے تقریر کرتے ہوئے امریکی موقف ''اظہار رائے کی آزادی'' کو بجا طور پر فساد فی الارض قرار دیا اور اقوام عالم سے مطالبہ کیا کہ توہین رسالت کو عالمی سطح پر جرم قرار دیا جائے۔وزیراعظم کے اس مطالبے پر پوری قوم ان کے ہم نوا ہے۔ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ صرف مطالبہ کر کے ہی نہ رہ جائیں بلکہ عالمی سطح پر اس مطالبے کو منوانے کے لیے عملی جدوجہد بھی کریں۔صدر زرداری اقوام متحدہ میں اپنے ملک وقوم کی بھرپور نمائندگی کرتے ہوئے مغربی اقوام پر واضح کر دیں کہ مسلمان ہر چیز برداشت کرسکتا ہے لیکن حضرت محمد ﷺ کی توہین اور بے حرمتی برداشت نہیں کرسکتا۔

پاکستان میں مظاہروں کے دوران بہت نقصان ہوا۔اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔اولاً یہ کہ حکومتی ایجنسیوں اور احتجاج کی کال دینے والوں سے کوئی رابطہ نہ تھا کہ وہ باہمی گفت وشنید سے احتجاج کی حدود کا تعین کرتے۔دوسری وجہ یہ کہ احتجاج کرنے والوں کو کوئی مؤثر قیادت میسر نہیں آئی۔تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین اس اہم موقع پر غائب رہے۔شاید انھیں حرمت رسول کے مقابلے میں اپنے سیاسی مفادات زیادہ عزیز رہے ہوں۔حکومتی جماعت، یعنی پیپلز پارٹی بھی اسلام آباد کانفرنس کے انعقاد سے آگے نہیں بڑھی۔صدر یا وزیراعظم بہ طور سیاسی کارکن جلوس کی قیادت خود کرتے تو قوم کے بپھرے ہوئے جذبات کو آسودگی ملتی اور احتجاج ایک دائرے کے اندر رہتا اور حالات اس قدر خراب نہ ہوتے کہ فوج کو بلانے کی ضرورت پڑتی۔تیسری وجہ یہ کہ احتجاج کرنے والوں میں چند نقاب پوش بھی شامل رہے جن کا اول وآخر مقصد امن وامان کو خراب کرنا تھا۔حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ ان نقاب پوشوں کی نقاب کشائی کرتی۔اس کے بجائے تمام تر کوششیں یہ رہیں کہ اس کا تمام ملبہ دینی اور مذہبی جماعتوں پر ڈال دیا جائے جس سے مجبور ہو کر انھوں نے احتجاج کو ختم کر دیا۔

یہ سوال اب بھی باقی ہے کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ مغرب کی یہ فطرت ہے کہ وہ کسی بھی معقول بات کو مان کر بھی تسلیم نہیں کرتا۔ان کو راہ راست پر لانے کے لیے ان کا اقتصادی مقاطعہ فی زمانہ ایک مؤثر ہتھیار ہے جس کو بروئے کار لانے کے لیے چند اہم اقدام کرنے ہوں گے:

(۱)......مغرب کے بنکوں میں پڑی اسلامی ممالک کی دولت نکلوائی جائے۔(۲)......تیل سپلائی کرنے والے ممالک تیل کی سپلائی بند کر دیں۔

(۳)......اسلامی ممالک اپنی کرنسیوں کا انسلاک ڈالر کے ساتھ ختم کر دیں۔(۴)......یورپی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

(۵)......پاکستان کے چوبیس فوجی جوان شہید کیے گئے تو نیٹو سپلائی بند کر دی گئی تھی۔حرمت رسول کا تحفظ فوجی جوانوں کی شہادت سے زیادہ اہم ہے، اس لیے حکومت پاکستان سے گزارش ہے کہ وہ نیٹو سپلائی بند کر دے۔(۶)......امریکی سفیر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک بدر کیا جائے۔

تفسیر سورۂ یٓس

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ○﴾

[یٓس: ۴۸-۵۰]

''اور وہ کہتے ہیں: یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا، اگر تم سچے ہو۔ وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک چیخ کا جو اُنھیں پکڑ لے گی جب وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔ پھر وہ نہ کسی وصیت کی طاقت رکھیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے۔''

اچھی اور فائدہ مند باتوں کا مذاق اڑانے والے قیامت کے بارے میں بھی ازراہ استہزا پوچھتے تھے: ﴿مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ﴾ ''یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟'' اسی طرح انھیں کہا جاتا کہ قیامت سے ڈرو تو وہ کہتے کہ جس سے ڈراتے ہو یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے مطالبے کے باوجود یہ وعدہ پورا کیوں نہیں ہوتا۔ کفار کا یہ مطالبہ قرآنِ مجید میں بالکل انھی الفاظ سے مزید مقامات پر بھی آیا ہے: یونس:۴۸، الانبیاء:۳۸، النمل:۷۱، سبا:۲۹، الملک:۲۵۔ ان مقامات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ مطالبہ قیامت کے بارے میں تھا جس پر انھیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور جس میں ان کی زندگی کے انجام سے ڈرایا جاتا تھا۔ کفار یہ سمجھے تھے کہ دنیا سالہا سال سے اسی طرح چل رہی ہے اور اسی طرح چلتی رہے گی۔ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا عقل وفکر کے بالکل منافی ہے۔ انبیائے کرام اپنی قوموں کو دنیوی عذاب سے اور پہلی امتوں کے انکار کے نتیجے سے بھی خبردار کرتے تھے اور کفار انھیں بھی کہتے تھے کہ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔ بالآخر وہ عذاب ان پر مسلط ہوجاتا تھا اور وہی عذاب ان کے عذابِ آخرت کا پیش خیمہ ثابت ہوتا تھا، اس لیے صحیح یہی ہے کہ یہ اور ان الفاظ کے ساتھ دیگر مقامات میں جس وعدہ عذاب کا مطالبہ کفار کرتے تھے وہ عذابِ آخرت مراد ہے۔ اور قیامت کا ایک نام اسی بنا پر ''یوم الوعید'' بھی ہے۔ (سورۂ ق: ۲۰)

﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ یہاں ﴿صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ''ایک چیخ'' سے سلف نے قیامت کے روز ''نفخۂ صور'' ہی مراد لیا ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مفسرین کا یہی قول ہے اور احادیث وآثار اس میں وارد ہوئے ہیں۔ اسی ''صحیحة واحدة'' کا ذکر ﴿زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ کے الفاظ سے سورۃ الصّٰفّٰت (آیت:۱۹) میں ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نفخہ اولیٰ ہے۔ (بخاری تعلیق) جس کی تفصیل فتح الباری (۱۱/ ۳۶۹) میں ہے۔

لوگ اپنے جھگڑے جھنجال میں ہوں گے کہ وہ چیخ اچانک ان کا کام تمام کر دے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطويانه، ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه، ولتقومن الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه، ولتقومن الساعة وقد رفع أحدكم أكلته إلى فيه فلا يطعمها.)) (صحيح بخاري، رقم الحديث: ۱۵۰۷، صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۹۵۴)

''اور قیامت ضرور آئے گی اور اس وقت دو آدمی آپس میں اپنے کپڑے (خرید وفروخت کے لیے) پھیلائے ہوئے

ہوں گے، نہ ابھی خرید وفروخت مکمل ہوئی ہوگی نہ ہی انھوں نے کپڑوں کو لپیٹا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوھ کر جا رہا ہوگا کہ اسے پینے سے پہلے قیامت آ جائے گی۔ ایک شخص اپنا حوض درست کر رہا ہوگا، ابھی اس نے حوض سے پانی نہیں پیا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔ ایک آدمی اپنا لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا وہ کھا نہیں پائے گا کہ قیامت آ جائے گی۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ اسرائیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور لوگ اپنے راستوں میں اور بازاروں اور مجلسوں میں ہوں گے۔ دو آدمی کپڑوں کی خرید وفروخت کرتے ہوئے بھاؤ کر رہے ہوں گے، آدمی ہاتھ سے کپڑا نہیں چھوڑے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔ آدمی گھر سے نکلے گا مگر پلٹنے سے پہلے قیامت آ جائے گی۔ پھر انھوں نے یٰس کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔

(ابن جرير: ٢٣/ ١٣، ابن أبي حاتم)

یہی قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، امام قتادہ، ابن زید وغیرہ رحمہم اللہ سے منقول ہے۔ (الدر المنثور: ٥/ ٢٦٥)

قرآنِ مجید میں بھی ہے:

﴿لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً﴾ [الأعراف: ١٨٧]

''وہ (قیامت) تم پر اچانک ہی آئے گی۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ﴾ [الأنبياء: ٤٠]

''بلکہ وہ ان پر اچانک آئے گی تو انھیں مبہوت کر دے گی، پھر نہ وہ اسے ہٹا سکیں گے اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی۔''

سورۃ النمل (آیت: ۷۷) میں ہے کہ قیامت کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی طرح یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ یہ اور اس موضوع کی دیگر آیات سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت اچانک آئے گی جیسا کہ حدیث میں مثال دے کر واضح فرمایا گیا ہے۔ اسی ﴿صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ کی مزید وضاحت بعد کی آیات میں بیان ہوئی ہے۔

مگر بعض حضرات نے یہاں متقدمین کے برعکس اس آیت میں ﴿صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ سے دنیوی عذاب مراد لیا ہے اور فرمایا ہے کہ لفظ ''صیحة'' آیت: ۲۹ میں گزر چکا ہے۔ فرمایا کہ جس طنطنے کے ساتھ وہ اس عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں اللہ کو اس کا کوئی سروسامان نہیں کرنا، اس کی بس ایک ڈانٹ ہی ان کے لیے کافی ہے۔ بلاشبہ ''صیحة'' چیخ اور ڈانٹ کا یہ عذاب کفار کے لیے دنیوی عذاب بھی بن کر آیا۔ مگر یہ ڈانٹ بھی فرشتے کی چیخ وچنگھاڑ تھی اور قیامت کے دن ''صور'' میں بھی فرشتے کی ہی آواز ہوگی۔ مگر سلف اور دیگر مفسرین نے اس سے جو قیامت میں صور اسرافیل مراد لیا ہے وہی صحیح ہے بعد کی آیات بھی اس کی مؤید ہیں۔

﴿وَهُمْ يَخِصِّمُونَ﴾ ''وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔'' میں ان کے اخلاقی دیوالیے پن کا بیان ہے کہ ان کا شغل جھگڑا اور باہمی نزاع ہوگا۔ اور شر وفساد میں ایک دوسرے سے الجھے ہوئے ہوں گے۔ حدیث میں بھی ہے:

((إن الساعة لا تقوم إلا على شرار الخلق.))

(صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩٢٤)

''قیامت شریر لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔''

﴿فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً﴾ یہ اچانک قیامِ قیامت کی مزید وضاحت ہے کہ وہ کسی کو وصیت کرنے کی طاقت رکھیں گے اور نہ ہی اپنے گھروں کو واپس آ سکیں گے۔ جہاں کہیں بھی ہوں گے مر جائیں گے۔ نہ کسی کو کسی کے حق کی ادائیگی کی وصیت کی مہلت ہوگی، نہ کوئی کسی کو توبہ کی تلقین کر سکے گا۔ گھر سے باہر ہوگا تو وہ واپس پلٹ نہیں سکے گا، جہاں ہوگا مر جائے گا۔ اس آیت سے وصیت کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ جو آدمی سفر پر جا رہا ہو اور اسے واپسی میں مشکلات کا اندیشہ ہو، وہ اہل خانہ کو وصیت کرتا ہے۔ یہ دنیا بھی مسافر خانہ ہے۔ معلوم نہیں کون کب موت کے منہ میں چلا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (باقی صفحہ نمبر ۷ پر)

درسِ حدیث

تميمة الصبي في ترجمة الأربعين من أحاديث النبي

بچوں کے لیے چالیس جامع احادیث مبارکہ

مؤلف: نواب سیّد محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ
تنقیح و تسہیل: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

۵۔ امام کو وسط میں رکھو:

((توسطوا الإمام.)) (رواه أبوداود)

''امام کو وسط میں رکھو۔''

فائدہ: یعنی نماز (جماعت) کے وقت امام کو وسط میں کھڑا کرنا چاہیے۔ جمہور علماء نے کہا ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا افضل ہے، اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے دائیں صف والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ اور مستحب یہ ہے کہ پہلے اول صف کو پورا کریں کیونکہ صف اول کی بھی حدیث میں بڑی فضیلت وارد ہے، پھر دوسری صف اور پھر تیسری صف، اسی طرح دیگر صفیں۔ اور ترتیب میں یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ پہلی صف بالغوں کی ہو اور نابالغ دوسری صرف میں کھڑے ہوں۔

٦۔ صفوں کے درمیان شگاف بند کرو:

((سدوا الخلل.)) (سنن أبي داود)

''دراڑوں کو بند کرو۔''

فائدہ: یعنی صفوں کے درمیان جو شگاف (دراڑیں) ہوں انھیں بند کردیا جائے اور باہم پیر ملا کر کھڑے ہوں۔ فقہاء کے نزدیک صفوں میں دراڑ چھوڑنا مکروہ ہے۔ اور حدیث میں فرمایا گیا ہے:

''صفوں کو برابر کرو اور پاس پاس کھڑے ہو، اور گردنوں کو ملا کر رکھو، اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیطان دراڑ کے درمیان سے صف میں گھس آتا ہے۔''

۷۔ ہر نیکی صدقہ ہے:

((كل معروف صدقة.)) (متفق عليه)

''ہر نیکی صدقہ ہے۔''

فائدہ: یعنی جو نیک کام اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کیا جائے وہ صدقہ ہے، خواہ مال ہو یا قال یا حال، یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں بہ نیت ثواب اور ادائے حقوق لقمہ ڈالنا بھی صدقہ ہے۔ فقیر (محتاج) سے اچھی طرح بات کرنا بھی صدقہ ہے۔ کسی مسلمان سے شیریں زبانی سے پیش آنا بھی صدقہ ہے۔ غرض مومن کا ہر کام صدقہ ہے اور صدقہ گناہوں کو اور ربّ کے غضب کو بجھاتا ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ صدقہ اگر ریاء سے خالی ہو تو وہ حجت (ایمان کی دلیل) ہے، یعنی قیامت کے دن نجات کا باعث ہوگا۔ صدقے کا نام صدقہ اس لیے ہے کہ یہ صدقِ ایمان پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعے سے ایک مومن دنیا کے بدلے میں عاقبت خریدتا ہے ؎

بہ دنیا توانی کہ عقبیٰ خری
بخر جان من ورنہ حسرت بری

۸۔ روزہ بدن کی زکاۃ ہے:

((زكاة الجسد الصوم.)) (ابن ماجه)

''روزہ بدن کی زکاۃ ہے۔''

فائدہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ کے لیے عیش وآرام چھوڑا، صبر اختیار کیا، شہوتِ غضب کو مارا تو گویا ایسا کر کے اس نے اپنے بدن سے کچھ تحفہ بارگاہِ رب العزت میں بھیجا جیسے مال سے زکاۃ نکالی۔ اہل حقیقت کا قول ہے:

"الصوم دواء الذنوب وبها تحي القلوب."

''روزہ گناہوں کی بیماری کی دوا ہے اور اس سے قلوبِ

انسانی میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔''
اور ایک بزرگ کا قول ہے:
"الدنيا يوم ولنا فيه صوم ."
''دنیا ایک دن کے برابر ہے اور اس میں روزہ رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے۔''
یعنی سب گناہوں، محارم، کبائر، جرائم اور معاصی سے روزہ رکھنا۔
ابوربیع زاہد رحمہ اللہ نے داود طائی رحمہ اللہ سے وصیت اور نصیحت کی خواہش ظاہر کی تو انھوں (داود طائی) نے فرمایا:
''دنیا کی تمام لذتوں اور زینتوں کے عوض روزہ رکھ اور قیامت کے روز اس روزے کو کھول۔ اور عام لوگوں کی صحبت سے ایسے بھاگ جیسے شیر سے ڈر کر بھاگتا ہے۔''
روزے میں بڑا صبر کرنا پڑتا ہے، اس لیے اس کا ثواب بھی بڑا ہے۔
علماء نے لکھا ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:
ا: ایک اللہ کی بندگی و اطاعت پر صبر کرنا کہ انسان کا دل اس پر آمادہ نہیں ہوتا لیکن حکم ربانی سمجھ کر بندگی و اطاعت بجا لائے اور اس راہ کی مشکلات پر صبر کرے۔
۲: دوسرا صبر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں سے کیا جائے، یعنی ان محرمات کے کرنے کو جی تو چاہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان سے روک دیا ہے، اس لیے وہ ان کے ارتکاب سے باز رہے اور صبر کرے۔
۳: تیسرا صبر وہ ہے جو دکھ، سختی اور مصیبت اور حادثے میں کیا جائے۔
روزے میں صبر کی یہ تینوں قسمیں پائی جاتی ہیں کیونکہ روزے میں وہ صرف ان عبادت وطاعت پر صبر کرتا ہے جو اس کے لیے ضروری اور درست ہیں۔ اسی طرح وہ حرام شہوتوں سے صبر کرتا ہے اور بھوک پیاس اور بدن کی کمزوری پر صبر کرتا ہے۔ اس لیے روزے کا بڑا ہی ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔



بقیہ: تفسیر سورۂ یٰس

((ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين إلّا ووصيته مكتوبة عنده .))
(صحيح بخاري، رقم الحديث: ٤٧٣٨، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٤٢٠٧)
''کسی مسلمان کو جس کے پاس وصیت کے لائق مال ہو، مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں اس طرح گزار دے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔''
ایک روایت میں دو راتوں کی بجائے تین راتوں کا ذکر ہے۔ امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے سنا، وہ فرماتے تھے: جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے ایک رات بھی نہیں گزری مگر وصیت میرے پاس لکھی ہوتی تھی۔
یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کفار کے اس مطالبے پر کہ یہ وعدۂ حق کب آئے گا، یہ نہیں بتلایا گیا کہ یہ (قیامت) کس ماہ کس سال آئے گی بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کا آنا تو ایک شدنی حقیقت ہے جو آناً فاناً آجائے گی۔ جس میں اشارہ ہے کہ تم بس اس کی تیاری کرو۔ حدیث میں بھی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے پوچھنے لگا: ''متى الساعة'' ''قیامت کب آئے گی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((وما ذا أعدت لها؟)) ''تُو نے اس کی کیا تیاری کی ہے؟''
(صحيح بخاري، رقم الحديث: ٣٦٨٨، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٦٣٩)
یہاں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ عقل مندی کا تقاضا ہے کہ اس کے آنے کی تیاری کی جائے۔ یوں نہیں کہ اس کے انتظار میں وقت ضائع کیا جائے کہ جب آئے گی دیکھا جائے گا۔ ان غفلت شعاروں کو بتلایا گیا ہے کہ جب وہ وقت آئے گا تو پھر سوچنے سمجھنے کا موقع ہی کب ملے گا۔

توحید کی عظمت اور شرک کی ذلت

میاں محمد جمیل

اللہ کی ذات رفعِ مکانی، علوِّ مرتبت اورصفاتِ کاملہ کے اعتبار سے پوری مخلوق سے ارفع، اعلیٰ اور بے مثال ہے۔ مخلوق میں کوئی بھی کسی بھی اعتبار سے اس کا ہم مرتبہ نہیں۔ یہاں تک کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور نبی علیہ السلام بھی رفعِ مکانی، علوِّ مرتبت اورصفاتِ حسنہ کے حوالے سے ربِّ ذوالجلال کے ہم مثل اور ہم پلّہ نہیں ہیں۔ جو شخص ذات، صفات اور اختیارات میں نبی یا کسی ہستی کو اللہ کے ہم پلّہ یا مشابہ قرار دیتا ہے وہ اس ہستی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے۔ جس نے کسی کو کسی اعتبار سے اللہ کی ذات، صفات اور اختیارات میں شریک ٹھہرایا، وہ شرک کا مرتکب ہوگا۔ شرک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہی نہیں بلکہ پرلے درجے کا ظلم، جھوٹ، جہالت، تاریکی، حماقت اور انسانی فطرت کے خلاف بغاوت ہے۔ شرک دنیا میں ذلت کا باعث اور آخرت میں جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ شرک کے مقابلے میں توحید ہے جو حقیقت کی سب سے بڑی گواہی، عدل کی بات، روشنی، دانائی اور گناہوں کا کفارہ ہونے کے ساتھ اپنے رب کی رضا اور جنت کی چابی ہے۔ مشرک ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلتا رہے گا اور موحّد ہمیشہ کے لیے جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ شرک کا انجام جاننے اور توحید کا انعام پانے کے لیے درج ذیل آیات کا مطالعہ فرمائیں۔

ا۔ توحید سب سے بڑی سچائی ہے اور شرک سب سے بڑا جھوٹ ہے:

❀ ......﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o﴾

[المائدۃ: ۱۱۹]

''اللہ فرمائے گا: یہ وہ دن ہے کہ سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا، ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ ان پر ہمیشہ کے لیے راضی ہوگیا اور وہ اللہ پر راضی ہوگئے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

عیسائیوں کے باطل عقیدے کی وجہ سے یہ وقت بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے سامنے پورے جلال کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تُو نے عیسائیوں کو یہ تبلیغ کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بنا لو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھرتھراتے وجود، کانپتے ہوئے ہونٹوں اور لڑکھڑاتی زبان سے التجا کریں گے کہ اے ربِ ذوالجلال! میں وہ بات کہنے کی کس طرح جرأت کرسکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے اختیار نہ تھا۔ الٰہی! اگر میں نے یہ بات ان سے کہی ہے تو آپ میرے الفاظ اور میرے دل کی حالت کو جانتے ہیں۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام فریاد کریں گے کہ ایسی بات کہنا تو درکنار میں ایسی بات کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ آپ میرے بارے میں کیا فیصلہ فرمانے والے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی فریاد جاری رکھتے ہوئے عرض کریں گے کہ میں نے تو انھیں پوری زندگی یہی بات کہی اور سمجھائی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ میں ان کے بارے میں اتنی ہی شہادت دے سکتا ہوں جب تک میں ان میں موجود رہا۔ جب تُو نے مجھے فوت کر لیا، پھر تُو ہی ان کا نگہبان تھا اور تُو ہی ان کے عقیدے اور عمل کو جاننے والا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ فریاد کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام اس قدر خوف زدہ ہوں گے کہ ان کے جسم کے ایک ایک رونگٹے سے پسینا بہنا شروع ہو جائے گا۔ بالآخر سراپا التجا بن کر عرض کریں گے کہ تُو اگر انھیں عذاب کرے تو تیرے ہی بندے ہیں، اگر معاف فرما دے تو تجھے روکنے اور ٹوکنے والا کوئی نہیں۔ تُو اپنے فیصلے صادر کرنے پر غالب اور نہایت حکمت والا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عاجزی اور بار بار فریاد کرنے کے باوجود رب ذوالجلال ارشاد فرمائے گا کہ آج سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا ہی فائدہ پہنچے گا۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام کی فریاد کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جائے گا۔

یہاں صدق سے پہلی مراد ''اللہ'' کی توحید ہے کیونکہ اس سچائی کے علاوہ کوئی سچائی قیامت کے دن نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ توحید کی سچائی پر قائم رہنے والوں کے لیے ایسی جنت ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گے۔ اس میں صادقین کو ہمیشہ کے لیے داخل کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوگا اور یہ اپنے رب پر خوش وخرم ہو ں گے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

❀...... ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اُولٰٓئِکَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّھِمْ وَیَقُوْلُ الْاَشْھَادُ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾ [ھود: ۱۸]

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے! یہ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے: یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا، سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔''

❀...... ﴿وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰـھًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًاo ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْھِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًاo﴾ [الکھف: ۱۴، ۱۵]

''اور ہم نے اصحاب کہف کے دلوں کو (عقیدۂ توحید پر) مضبوط کر دیا، جب وہ قائم ہو گئے تو انھوں نے کہا: ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکاریں گے، اگر اس کے سوا کسی کو معبود کہیں تو یقیناً ہم زیادتی کی بات کہیں گے۔ یہ ہماری قوم ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کئی معبود بنا لیے، یہ ان کے لیے واضح دلیل کیوں نہیں لاتے، اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے۔''

❀...... ﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًاo وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًاo وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْھُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًاo وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًاo وَّاَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْھُمْ رَھَقًاo﴾ [الجن: ۱-۶]

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) فرما دیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن کو غور سے سنا اور پھر جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہمارے رب کی شان (شرکیہ خرافات سے) بہت اعلیٰ اور پاک ہے، اس نے کسی کو اپنی بیوی یا بیٹا نہیں بنایا۔ ہمارے نادان لوگ اللہ کے بارے میں خلاف حقیقت باتیں کرتے ہیں۔ ہم نے سمجھا تھا کہ انسان اور جنّ اللہ کے بارے میں جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور انسانوں میں سے کچھ لوگ جنّوں میں سے کچھ جنّوں کی پناہ مانگتے ہیں، اس طرح انھوں نے جنّوں کا غرور اور زیادہ کر دیا ہے۔''

اہلِ مکہ جب کسی سفر کے دوران صحرا یا جنگل میں پڑاؤ ڈالتے تو قافلے کا ایک فرد اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر آواز دیتا کہ اے جنوں کے سردار! ہم نے یہاں پڑاؤ ڈالا ہے، ہماری تجھ سے درخواست ہے کہ اس صحرا میں ہماری حفاظت کرنا۔ ان کے عقیدے کی تردید کے لیے نبی علیہ السلام کو سورہ جن میں ﴿قل﴾ کے لفظ کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ جو جن آپ پر ایمان لائے ہیں، آپ ان کے اسلام لانے کا واقعہ اور عقیدہ اہلِ مکہ کے سامنے بیان فرمائیں۔ واقعہ اس طرح ہے کہ مکہ سے کچھ دور عکاظ کی منڈی لگتی تھی جو عکاظ بازار کے نام سے مشہور تھی۔ نبی علیہ السلام وہاں تبلیغ کی غرض سے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ باجماعت صبح یا عشاء کی نماز ادا کی۔ آپ کی تلاوت جنوں کی ایک جماعت نے سنی۔ جب جنوں نے نبی علیہ السلام کی زبانِ اطہر سے قرآن مجید کی تلاوت سنی تو ان کے کلیجے ہل گئے اور وہ فوری طور پر شرک سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر سورۃ الجن نازل فرمائی جس میں جنوں کے تأثرات اور عقائد کا ذکر کیا گیا ہے۔ جونہی جنوں کی جماعت نے توجہ کے ساتھ قرآن مجید سنا تو انھوں نے اپنے ساتھیوں میں جا کر ان تأثرات کا اظہار کیا کہ اے ہمارے ساتھیو! ہم نے ایک عجب قرآن سنا ہے جو بھلائی اور خیرخواہی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں۔

۲۔ توحید سب سے بڑی شہادت ہے اور شرک حق بات کو چھپانا ہے:

❀ ...... ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ [آل عمران: ۱۸]

"اللہ، فرشتے اور اہلِ علم اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

ربِ ذوالجلال سب سے پہلے اپنی ذات، صفات اور وحدانیت پر خود گواہی دیتا ہے کہ میرے سوا کائنات کا کوئی خالق و مالک نہیں اور میں ہی معبودِ برحق ہوں، اس کے بعد ملائکہ کی شہادت ڈالی گئی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بادشاہت کے عینی گواہ ہیں۔ ملائکہ کے بعد اہلِ علم کی گواہی پیش کی جا رہی ہے جو انصاف کی گواہی دینے والے اور ہر حال میں اس پر قائم رہنے والے ہیں۔ یہاں ﴿اُولُوا الْعِلْمِ﴾ سے مراد سب سے پہلے انبیاء کرام ہیں اور ان کے بعد درجہ بہ درجہ ان کے اصحاب، شہداء اور مومنین ہیں۔ اس فرمان سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ حقیقی اہلِ علم اور علمائے حق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کرنے والے ہیں اور اس پر قائم رہتے ہیں۔ کائنات میں توحید کی گواہی سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں۔ اسے "قسط" بھی کہا گیا ہے۔ "قسط" کا معنی ہے کہ ہر چیز اپنے اپنے دائرۂ کار میں ٹھیک ٹھیک کام کرتی رہے۔ شمس و قمر، نجم و شجر، زمین و آسمان اور ہوا و فضا میں جو کچھ بھی ہے وہ اصول "قسط" کے تحت رواں دواں اور قائم دائم ہے۔ یہ سب پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی نظامِ کائنات پر غالب، مالک اور تدبیر وحکمت کے ساتھ اس کا انتظام وانصرام کرنے والا ہے۔

❀ ...... ﴿وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝﴾ [الأنعام: ۱۸، ۱۹]

"اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی کمال حکمت والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ پوچھیں کہ کون سی چیز گواہی میں سب سے بڑی ہے؟ فرما دیجیے: اللہ میرے درمیان اور تمھارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تمھیں اس کے ذریعے ڈراؤں اور جس تک یہ پہنچے، کیا واقعی تم گواہی دیتے ہو کہ بے شک اللہ کے

ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں؟ کہہ دیجیے کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا، فرما دیجیے: وہ تو صرف اکیلا ہی معبود ہے، میں تمھارے ان شریکوں سے بَری ہوں۔ ''

شہادت قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی شہادت سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں ہوسکتی۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ وہی اس کی ابتدا اور انتہا کو جانتا ہے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور اس پر اقتدار اور اختیار رکھتا ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی شہادت سے بڑھ کر کسی اور کی شہادت سچی اور بڑی نہیں ہوسکتی۔

یاد رہے شہادت کی دو بڑی اقسام ہیں: عینی شہادت اور یقینی شہادت۔

عینی شہادت کا معنی ہے کہ واقعہ شہادت دینے والے کے سامنے پیش آیا ہو۔ یقینی شہادت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے اتنے ٹھوس دلائل اور شواہد ہوں کہ کوئی اس کی تردید نہ کر سکے۔ اللہ کی شہادت ان دونوں اصولوں کی بنیاد پر کامل اور اکمل حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی شہادت کو شہادت اکبر کا درجہ حاصل ہے، اس لیے نبی ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ اپنے اور ان کے درمیان اللہ کی گواہی کو شہادت کے طور پر پیش فرمائیں کہ اسی نے آپ پر قرآن وحی فرمایا ہے تاکہ آپ ہر اُس شخص کو اُس کے برے اعمال کے انجام سے ڈرائیں جس تک قرآن کا پیغام پہنچے۔ پھر فرمایا کہ ان سے پوچھیں: کیا تم ان دلائل کے باوجود شہادت دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے؟ اس سوال کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ میں یہ کہنے اور شہادت دینے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہو بلکہ آپ یہ اعلان فرمائیں کہ وہ اکیلا ہی الٰہ ہے اور میں تمھارے شرک سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔

❀......عن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال: أتيت النبي ﷺ فقلت: ابسط يمينك فلأبايعك، فبسط يمينه قال: فقبضت يدي قال: ((مالك يا عمرو!)) قال: قلت: أردت أن أشترط قال: ((تشترط بماذا؟)) قلت: أن يغفرلي قال: ((أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله.))''

(رواه مسلم)

''حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا دایاں ہاتھ آگے کریں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے عمرو! کیا ہوا؟'' میں نے عرض کی کہ ایک شرط کے ساتھ بیعت کرنا چاہوں گا۔ ارشاد ہوا کہ کون سی شرط پر؟ میں نے عرض کی کہ میرے گناہ معاف کر دیے جائیں۔ فرمایا: ''عمرو تجھے معلوم نہیں کہ اسلام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

❀......﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۝﴾ [البقرة: ١٤٠]

'' اللہ کے نزدیک شہادت چھپانے والے سے بڑا ظالم اور کون ہے؟ اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے غافل نہیں۔''

۳۔ توحید انسانی فطرت کی آواز ہے اور شرک فطرت سے بغاوت ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ۝ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ۝﴾

[الأعراف: ١٧٢، ١٧٣]

''اور جب آپ کے رب نے آدم کی اولاد سے ان کی پشتوں میں سے ان کی نسلوں سے پیدا کیا اور انھیں انھی پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمھارا رب انھوں نے کہا کیوں نہیں ہم شہادت دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن کہو بے شک ہم اس سے بے خبر تھے۔ یا یہ کہو کہ شرک تو ہم سے پہلے

ہمارے باپ دادا نے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد آنے والے تھے تو کیا تو ہمیں اس کی وجہ سے سزا دیتا ہے جو گمراہ لوگوں نے کیا؟''

خالق کائنات نے زمین و آسمان بنانے کے بعد جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس وقت آدم علیہ السلام کی پشت پر اپنا دست مبارک رکھا جس سے قیامت تک نسل در نسل پیدا ہونے والے انسان اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے سب سے استفسار فرمایا کہ کیا میں تمھارا رب ہوں کہ نہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی ساری اولاد نے اپنے رب کے حضور یہ شہادت دی: کیوں نہیں! آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اس پر قائم رہنا، کہیں قیامت کے دن یہ بہانہ نہ بنانا کہ ہمیں تو اس عہد کا علم ہی نہیں یا تم یہ کہو کہ ہم اس لیے شرک کے مرتکب ہوئے کہ ہمارے آباء و اَجداد شرک کرتے تھے اور ہم تو ان کے بعد آنے والے ان کی اولاد تھے، لہٰذا ہمارا کوئی گناہ نہیں، جو کچھ کیا ہم سے پہلے لوگوں نے کیا، اس لیے ہمیں کسی قسم کی سزا نہیں ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر بنی نوع انسان کو یہ سمجھایا کہ اس عہد کو بھول جانا یا اپنے سے پہلے لوگوں کے شرک کا بہانہ بنانا قیامت کے دن اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود ہر دور میں انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے اس عہد کی یاد دہانی کروائی۔ یہاں تک کہ نبی آخر الزمان ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ جس میں عقیدہ توحید کو ٹھوس اور واضح کے دلائل کے ساتھ کھول، کھول کر بیان کرتے ہوئے شرک کو سب سے بڑا ظلم، گمراہی اور جہالت قرار دیا گیا ہے، تاکہ اس سے لوگ بچیں اور اپنے رب کی توحید پر پکے ہو جائیں اور اس کے تقاضے پورے کریں۔

بعض لوگ عقلی موشگافیوں میں پڑ کر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان سے یہ عہد لیا اور عقیدۂ توحید انسان کی فطرت میں رکھا ہے تو پھر انسان اسے فراموش کر کے شرک کا ارتکاب کیوں کرتا ہے؟ ایسا اعتراض اٹھانے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ انسان نسیان سے بنا ہے انسانی فطرت کے سب سے بڑے ترجمان نبی آخر الزمان ﷺ نے انسان کی اس کمزوری کو یوں بیان فرمایا ہے:

((نسي آدم ونسيت ذريته .))

''آدم علیہ السلام بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھول جایا کرے گی۔''

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اس کی غفلت اور بھول پر متنبہ کیا جائے۔ جہاں تک عقیدۂ توحید کو انسانی فطرت میں ودیعت کرنے کا تعلق ہے اس کی گواہی ہر انسان اپنی زندگی میں دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مکہ کے مشرک ضدی اور بڑے ظالم تھے۔ انھوں نے شرک کی حمایت میں نبی معظم ﷺ سے کئی جنگیں لڑیں لیکن ان میں سے جب کسی کو بھاری اور ناگہانی مصیبت آتی تو وہ اقرار کرتا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہے:

﴿دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [يونس: ٢٢]

''وہ خالصتاً اللہ کو پکارتے ہیں (کہتے ہیں) کہ اگر تُو نے ہمیں اس سے نجات دی تو ہم ضرور شکر کرنے والوں سے ہوں گے۔''

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ط ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ [النمل: ٦٢]

''کون ہے جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین میں جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی مشکل کشا ہے؟ تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔''

یہ فطرت کی آواز کا نتیجہ ہے کہ جب دنیا کے پرلے درجے کے مشرک اور کافر کو اس کے کفر اور شرک کی نشاندہی کی جائے تو وہ فوراً اس کا انکار کرتا ہے۔

❀...... ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ

﴿الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الروم: ٣٠]
''حکم ہوا کہ اپنے آپ کو دین حنیف پر قائم رکھیں، یہی فطرت ہے، اسی فطرت پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔''

❀......"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: ((كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه كمثل البهيمة تنتج البهيمة هل ترى فيها جدعاء.)) (رواه البخاري)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نو مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح جانور کسی کو جنم دیتا ہے تو کیا تم ان میں کسی کو مقطوع الاعضا پاتے ہو!''

۴۔توحید عدل ہے اور شرک سب سے بڑا ظلم ہے:

❀......﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [آل عمران: ١٨]

''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہلِ علم اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

❀......﴿وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان: ١٣]

''یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حقیقت یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

اور ظلم کا معنی ہے:
"وضع الشيء في غير محله."
''کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھنا۔''

شرک کرنے والا اللہ کی صفات کو دوسروں میں سمجھتا ہے اس لیے وہ ظلم کا ارتکاب کرتا ہے۔

۵۔توحید حکمت ہے اور شرک بیوقوفی ہے:

﴿ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۝﴾

[بني إسرائيل: ٣٩]

''یہ حکمت سے بھرپور باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی کی ہیں کہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنانا، ورنہ ملامت کیا ہوا دھتکارا ہوا ہو کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اس فرمان سے پہلے گیارہ کاموں کا حکم دیا اور گیارہ باتوں سے منع فرمایا ہے۔ آخر میں ﴿ذٰلِكَ﴾ کا لفظ استعمال فرما کر مذکورہ باتوں کا احاطہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حکمت و دانائی کی باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی حکمت کی یہ بات ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ خطاب کے آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرنا، ورنہ ملامت زدہ اور دھتکارے ہوئے جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔

❀......﴿وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا﴾

[الجن: ٤]

''اور ہمارے نادان لوگ اللہ کے بارے میں بہت سی خلاف واقعہ باتیں کرتے رہے ہیں۔''

اہلِ مکہ سفر کے دوران صحرا یا جنگل میں پڑاؤ ڈالتے تو قافلے کا ایک فرد آواز دیتا کہ اے جنوں کے سردار! ہم نے یہاں پڑاؤ ڈالا ہے، ہماری حفاظت فرمانا۔ ان کے عقیدے کی تردید کے لیے نبی علیہ السلام کو ﴿قُلْ﴾ کے لفظ کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں

❀......''جنوں کے ایک گروہ نے قرآن کو غور سے سنا اور پھر جا کر اپنے ساتھی جنوں سے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے، اس لیے ہم اس پر ایمان

لے آئے اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں کریں گے۔'' (الجن:۱،۲)

ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ ہمارا رب بڑی عظمت والا ہے، نہ اس کی بیوی ہے اور نہ اولاد۔ ہم میں سے جو جن اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ کی بیوی اور اولاد ہے، وہ بیوقوف ہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ کوئی انسان اور جن اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اس لیے ہم اس باطل عقیدے میں مبتلا ہوگئے۔ جب انسانوں میں کچھ لوگوں نے جنوں سے پناہ حاصل کرنے کا عقیدہ اپنایا تو جن سرکشی اور شرک میں اور زیادہ بڑھ گئے۔

٦۔توحید سب سے بڑی نیکی ہے اور شرک سب سے بڑا گناہ اور بہتان ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ .... إلخ ﴾ [البقرة : ۱۷۷]

''نیکی صرف مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں نہیں، فی الحقیقت نیکی اس کی ہے جو اللہ، قیامت کے دن، فرشتوں، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہے...... الخ۔''

یہود و نصاریٰ وقفے وقفے کے بعد قبلے کی بحث چھیڑتے تاکہ مسلمانوں کو رسمی اور لفظی بحث میں الجھایا جائے، حالانکہ تحویلِ قبلہ کے ابتدائی احکام میں واضح کردیا گیا تھا کہ اس پر اعتراض کرنا اور اس بحث میں الجھنا بیوقوفوں کا کام ہے کیونکہ مشرق و مغرب اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ اسے اختیار ہے کہ وہ جس طرف چاہے تمھیں نماز میں رخ کرنے کا حکم صادر فرمائے۔ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ نیکی کی روح اور حقیقت صرف یہ نہیں کہ آدمی اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلے۔ یہ تو نیکی کی روح تک پہنچنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ اور راستہ تمھارے لیے منتخب کیا ہے اسے اختیار کرو اور یاد رکھو کبھی راستے اور طریقے منزل نہیں ہوا کرتے۔ اصل نیکی اور منزل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقوں کو اختیار کرتے ہوئے اس کی رضا تلاش کی جائے۔ الفاظ کے گورکھ دھندوں میں الجھنے اور ظاہری طریقوں پر اکتفا کرلینے سے مقصود حاصل نہیں ہوا کرتا۔ نیک تو وہ ہے جو اللہ، قیامت کے دن، فرشتوں، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہے۔

❀......﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا۝﴾ [النساء : ٤٨]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کرنے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا اس نے بہت بڑا گناہ کیا۔''

❀......"عن عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہما عن النبي ﷺ قال: ((الكبائر الاشراك بالله، وعقوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغموس.))"

(رواه البخاري)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم اُٹھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔''

۷۔توحید اللہ کی تابع داری ہے اور شرک اس کی بغاوت ہے:

❀......﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ۝﴾ [النحل: ٤٨]

قرآن مجید انسان کو بار بار یہ بات باور کرواتا ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ پیدا کیا گیا ہے اس کے پیدا کرنے کا پہلا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم کے مطابق اپنا کام کرے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ انسان کی خدمت بجا لائے۔ لیکن انسان نہ صرف اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے بلکہ وہ کفر و شرک کا ارتکاب کرکے ذاتِ کبریا کا انکار

کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ کیا وہ غور نہیں کرتے کہ اللہ نے جو کچھ پیدا کیا ہے ان کے سائے یہاں تک کہ انسان کا اپنا سایہ بھی دائیں بائیں اپنے رب کے حضور سر بہ سجود ہوتا اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔ نہ صرف ہر چیز کا سایہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے بلکہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر اور نافرمانی نہیں کرتے۔ وہ ہر وقت اپنے رب سے لرزاں رہتے ہوئے وہی کچھ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔

❀......﴿فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَo﴾ [یونس: ۲۳]

''پھر جب وہ انھیں نجات دے دیتا ہے تو اچانک وہ زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں، اے لوگو! تمھاری سرکشی سے تمھیں ہی نقصان ہوتا ہے، دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے، پھر تم نے ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، ہم تمھیں بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

۸۔ توحید امن کی بنیاد ہے اور شرک بدامنی اور فساد کی جڑ ہے:

﴿وَ كَيْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَoاَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَo﴾ [الأنعام: ۸۱،۸۲]

''اور میں ان سے کیوں ڈروں جنھیں تم نے شریک بنایا ہے، حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے ان کو اللہ کے ساتھ شریک بنالیا ہے جس کی کوئی دلیل اس نے تم پر نہیں اتاری، دونوں گروہوں میں سے امن کا زیادہ حق دار کون ہے اگر تم جانتے ہو۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

❀......﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَّعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَّمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَo﴾ [النور: ۵۵]

''اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے جو تم میں سے ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، اللہ انھیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے ان کے دین کو مضبوط کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند فرمایا ہے اور ان کے خوف کو اَمن میں بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، جو اِس کے بعد کفر کرے تو وہ لوگ فاسق ہیں۔''

عقیدۂ توحید اپنانے اور اس کے تقاضے پورے کرنے سے انسان دنیا و مافیہا کے خوف سے بے خوف، اس کا دل مطمئن اور اپنے آپ میں امن وسکون محسوس کرتا ہے۔ اس کے برعکس مشرک پتھر سے تراشے ہوئے بتوں اور اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے مزاروں یہاں تک کہ مزارات میں اُگنے والے درختوں کے پتوں سے بھی کانپتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا تھا کہ اگر تم اس حقیقت کو جانتے ہو تو بتاؤ کہ کون سے عقیدے کا حامل انسان امن وسکون کا حق دار ہے؟ جہاں تک تمھاری بے بنیاد دھمکیوں کا تعلق ہے تو ان کی حقیقت میرا رب اچھی طرح جانتا ہے کیونکہ اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ دنیا میں وہی کچھ ہوتا ہے جو میرا رب چاہتا ہے۔ کیا ان دلائل کے ہوتے ہوئے بھی تم توحید کو ماننے اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے تیار نہیں ہو؟

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ○ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾ [الروم: ۴۰، ۴۱]

اس سے پہلے آیات میں بتلایا گیا ہے کہ جب مشرک کو کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے۔ مصیبت ٹل جائے تو مشرک اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتا ہے۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ اللہ ہی نے سب کو پیدا کیا ہے، وہی سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے، وہی موت دینے والا ہے اور وہی موت کے بعد سب کو زندہ کرے گا، کیا ہے کوئی جو ان کاموں میں اس کا شریک ہو؟ یہ توحید کے ایسے دلائل ہیں جن کا ہر دور کے مشرک اعتراف کرتے آرہے ہیں اور قیامت تک اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ جب ان کاموں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا تو پھر مشرک کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ ہر قسم کے شرک سے پاک اور وہ اپنی ذات اور صفات کے حوالے سے تمام مخلوقات سے اعلیٰ اور بے مثال ہے۔

قرآن مجید نے انسان کو بارہا دفعہ یہ حقیقت بتلائی اور سمجھائی ہے کہ اے انسان! تیرا خالق، رازق، مالک اور بادشاہ صرف ایک اللہ ہے جس کا پہلا اور بنیادی مطالبہ ہے کہ تم بلاشرکت غیرے میری بندگی کرو اور آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ لیکن انسانوں کی غالب اکثریت نے اپنے رب کی ذات اور اس کے احکام کو فراموش کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کی جس کا نتیجہ نکلا کہ دنیا امن و امان کی بجائے فتنہ و فساد کا گہوارہ بن گئی یہاں تک کہ بحر و بر میں فساد برپا ہوا۔ بھائی نے بھائی کا گلا کاٹا، بیٹا باپ کا دشمن بنا، ماں نے اپنے معصوم بچوں کا گلا گھونٹا، میاں اور بیوی کے درمیان تفریق پیدا ہوئی، رشتوں کا تقدس پامال ہوا، لوگوں کی عزتیں تارتار ہوئیں، بڑوں کا دل چھوٹوں کی محبت سے خالی ہوا اور چھوٹے بڑوں کے گستاخ ٹھہرے، ایک ملک نے دوسرے پر چڑھائی کی، طاقت ور نے کمزور کو پیوند خاک کیا، گھر ویران ہوئے، بستیاں اجڑ گئیں، ملک تباہ ہوئے، اس طرح انسان کا اپنا ہی کیا اس کے سامنے آیا اور آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں لوگوں کو ان کے کیے کا انجام اس لیے دکھاتا ہے تاکہ وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں لیکن انسان ہے جو سب کچھ دیکھنے اور پانے کے باوجود اپنے رب کی طرف پلٹنے کا نام نہیں لیتا۔ اس کا پہلا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ انسان صرف ایک اللہ سے ڈرنے کی بجائے دوسروں سے ڈرتا ہے اس پر توکل کرنے کی بجائے دوسروں پر بھروسہ کرتا ہے، اس کے حضور جھکنے کی بجائے خود ساختہ معبودوں کے سامنے جھکتا ہے۔ اللہ کا حکم ماننے کی بجائے دوسروں کا حکم مانتا ہے، یہی شرک ہے اور اسی کے سبب انسان، انسان بننے کی بجائے حیوان اور درندہ بن جاتا ہے۔ اسی سے نظام بگڑتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے ہلاک کیا۔ اگر یقین نہیں آتا تو انسان دنیا کی تاریخ پڑھے اور چل پھر کر نگاہِ عبرت سے قوموں کے کھنڈرات دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک اور ظلم و ستم کرنے والوں کو کس طرح تباہ کیا۔ اس فرمان کے پہلے مخاطب عرب تھے جنھوں نے ایک دوسرے کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ دوسرے مخاطب ایرانی اور رومی تھے جنھوں نے اس وقت پوری دنیا کے امن کو تہ و بالا کر دیا تھا۔ ان کے بعد یکے بعد دیگرے آنے والی اقوام میں جنھوں نے "أنا و لا غيري" کے عنوان پر دنیا میں فساد برپا کیا اور کیے جارہے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں لوگوں کو اس لیے ان کے اعمال کا کچھ نہ کچھ انجام دکھلاتا ہے تاکہ لوگ اپنے رب کے حضور توبہ کریں اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔ اس سرزنش میں ہمارے رب کی شفقت پنہاں ہوتی ہے۔ انسان کو اس کا خیال رکھتے ہوئے اپنے رب کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

۱۰۔ عقیدۂ توحید بلندی سے سرفراز کرتا ہے اور شرک ذلت اور پستی کا موجب ہے:

﴿حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

﴿فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍO﴾ [الحج: ٣١]

''یک سو ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا گویا وہ آسمان سے گر پڑا، اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا آندھی اُسے ایسی جگہ پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔''

۱۱۔عقیدۂ توحید تمام نیکیوں کی بنیاد ہے اور شرک تمام گناہوں کا منبع ہے:

❀......﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِOتُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَO﴾ [إبراهيم: ٢٤، ٢٥]

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمے کی مثال بیان فرمائی ہے جو ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی شاخیں آسمان میں ہے۔ وہ اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

❀......﴿وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ [ابراهيم: ٢٦]

''اور بُرے کلمے کی مثال بُرے پودے کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا جائے، اس کے لیے ٹھہرنا نہیں ہے۔''

۱۲۔توحید روشنی ہے اور شرک اندھیرے ہیں:

❀......﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَO﴾ [البقرة: ٢٥٧]

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور کفار کے ساتھی شیاطین ہیں وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

❀......﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُO﴾ [الرعد: ١٦]

''پوچھیں آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ فرما دیں: اللہ ہے۔ کہہ دیجیے: پھر کیا تم نے اس کے سوا حمایتی بنا رکھے ہیں جو اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں؟ فرما دیں: کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا انھوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح کچھ پیدا کیا ہے تو پیدائش ان پر گڈ مڈ ہو گئی ہے؟ فرما دیجیے اللہ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، وہ ایک ہے اور بہت زبردست ہے۔''

۱۳۔توحید حق ہے اور شرک باطل ہے:

﴿وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاO﴾ [بني إسرائيل: ٨١]

''اور فرما دیں: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔''

۱۴۔توحید اصل ہے اور شرک جھاگ ہے:

﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ

الْاَمْثَالَo﴾ [الرعد: ١٧]

یعنی اس نے آسمان سے پانی اتارا جس سے نالے اپنی اپنی کشادگی کے مطابق بہہ نکلے، پھر اس ریلے نے ابھرا ہوا جھاگ اٹھا لیا اور جن چیزوں کو کوئی زیور یا سامان بنانے کی غرض سے آگ پر تپاتے ہیں ان سے بھی اسی طرح کا جھاگ ابھرتا ہے۔اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے، جھاگ بے کار چیز ہے اور وہ چیز جو لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ زمین میں رہ جاتی ہے، اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔

۱۵۔توحید انبیاء کی دعوت ہے اور شرک شیاطین کی دعوت ہے:

❀...... ﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَی اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَo﴾ [النحل: ٣٦]

''اور یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو تو ان میں سے کچھ وہ تھے جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور کچھ وہ تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس زمین میں چل، پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔''

❀...... ﴿اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًاo لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًاo وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًاo﴾ [النساء: ١١٧-١١٩]

''یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف دیویوں کی پرستش کرتے ہیں اور درحقیقت یہ صرف باغی شیطان کو پوجتے ہیں۔(وہ اس شیطان کی عبادت کرتے ہیں) جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے مقرر حصہ لے کر رہوں گا اور انھیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور امیدیں دلاتا رہوں گا اور انھیں کہوں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں۔سنو! جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ کھلم کھلا نقصان میں پڑ جائے گا۔''

۱۶۔توحید اپنے رب سے کیے ہوئے عہد کی وفا ہے اور شرک عہد شکنی اور بے وفائی ہے:

❀...... ﴿اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِo الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ﴾ [الرعد: ٢٠]

''کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ بے شک جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف اُتارا گیا وہی حق ہے، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اندھا ہے؟ نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں، جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو نہیں توڑتے۔''

❀...... ﴿وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِo﴾

[الرعد: ٢٥]

''اور جو لوگ اللہ سے پختہ عہد کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس کو کاٹ دیتے ہیں جس کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے بدترین گھر ہے۔''

۱۷۔توحید دل کا قرار ہے اور شرک شک، مایوسی اور بے قراری ہے:

❀...... ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُo﴾ [الرعد: ٢٨]

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے

اطمینان پاتے ہیں، سن لو! اللہ ہی کی یاد سے دل اطمینان پاتے ہیں۔''

❀......﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [يوسف: ٨٧]

''اے میرے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

۱۸۔ توحید پاکیزگی ہے اور شرک گندگی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ .... إلخ﴾ [التوبه: ٢٨]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہ ہے کہ مشرک ناپاک ہیں، پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں......الخ''

۱۹۔ توحید جنت کی ضمانت ہے اور شرک جہنم میں داخلے کا سبب ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ○نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْۤ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ○نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ○﴾

[حمٓ السجدة: ٣٠-٣٢]

''جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر ثابت قدم رہے یقیناً اُن پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو بلکہ اُس جنت کے بارے میں خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو چاہو گے تمھیں ملے گا اور جس چیز کی تمنا کرو گے اُسے پاؤ گے۔ یہ مہمان نوازی اُس رب کی طرف سے ہوگی جو غفور ورحیم ہے۔''

❀......"عن معاذ بن جبل ﷛ قال: قال رسول الله ﷺ: ((من كان آخر كلامه لا إله إلا الله دخل الجنة.)) (رواه أبوداود)

''حضرت معاذ بن جبل ﷛ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ''جس کا آخری کلام لا إله إلا الله ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

❀......﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ [المائدة: ٧٢]

''جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔''

❀......"عن عبد الله ﷛ قال: قال رسول الله ﷺ: ((من مات يشرك بالله شيئا دخل النار.)) وقلت أنا: من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة." (رواه البخاري)

''حضرت عبداللہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ جہنم میں جائے گا۔'' اور میں کہتا ہوں: جس شخص نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اور اس حال میں فوت ہوا وہ جنت میں جائے گا۔''



معلمِ دوراں، رئیس العلماء الاحرار

مولانا محمد رئیس سلفی ندوی رحمہ اللہ

حیات وخدمات

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی (استاذ حدیث جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض)

ندوی صاحب کی تصانیف کا تعارف:

اب آیئے مولانا ندوی کی کتابوں کے تعارف کی طرف:

(۱)...... **الیھود في القرآن:** آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنو) میں عالمیت کر رہے تھے۔ عالمیت کے سال ''الیھود في القرآن'' کے عنوان کے تحت ایک مقالہ تحریر فرمایا جس کی وہاں کے اساتذہ نے بہت تعریف کی اور سید ابوالحسن علی ندوی نے مشورہ دیا کہ آپ یہود پر ایک کتاب لکھیں۔ اس سلسلے میں مراجع کی فراہمی کے لیے انھوں نے وعدہ بھی کیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا ذاتی کتب خانہ بھی ان کے حوالے کر دیا، چنانچہ آپ نے بڑی ہی محنت، توجہ، عرق ریزی اور دماغ سوزی سے یہ خدمت انجام دی اور چار ضخیم جلدیں مکمل کر لی تھیں اور پانچویں جلد کا آدھے سے زیادہ لکھ چکے تھے کہ ناگہانی طور پر یہ اہم کتاب منصۂ شہود پر آنے سے پہلے ہی مفقود ہوگئی اور یہ اہم کتاب ضائع ہوگئی جس کے بعد اسے دوبارہ لکھنے کی وہ ہمت نہ کر سکے۔

(۲)...... **تاریخ اہل حدیث ہند** (مطبوع)

(۳)...... **خطبات نغمہ حدیث** (مطبوع جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں)

(۴)...... **سیرت آدم علیہ السلام**

(۵)...... **سیرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا** (مطبوع جامعہ سلفیہ، بنارس)

(۶)...... **اولاد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا**

(۷)...... **سیرت علامہ نذیر احمد املوی رحمانی**

(۸)...... **ابانہ** (صفحات: ۳۰۰ سے زائد) مطبوع دربھنگہ

(۹)...... **ترجمہ سیرت امام ابن حزم:** تالیف: ڈاکٹر عبدالحلیم عویس (مطبوع، جامعہ سلفیہ، بنارس)

دیوبندی اور بریلوی حنفی علماء کی کتابوں پر تبصرے اور اختلافی مسائل پر بحث وتحقیق سے متعلق کتابیں:

(۱۰)...... **اللمحات إلی ما في کتاب أنوار الباري من الظلمات:** مولانا سید احمد رضا بجنوری نے اپنے استاد مولانا انور شاہ کشمیری کے دروس شرح بخاری کو اردو میں مرتب کیا اور اسے ''أنوار الباري'' کے نام سے شائع کرنا شروع کیا۔ اس شرح میں حنفی مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کی کوشش میں محدثین کرام اور ان کے مسلک ومنہج پر جارحانہ تنقید کی۔ ماضی قریب میں چرکسی ترکی متعصب حنفی عالم محمد زاہد کوثری کی متعصّبانہ تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے مؤلف موصوف نے برصغیر کے علمی ماحول میں شرح بخاری کی آڑ میں محدثین کے خلاف ماحول بنانے کی کوشش کی۔ ان تحریروں کا اصل ہدف یہ تھا کہ محدثین کے خلاف ایسا مواد اکٹھا کیا جائے جس کی مدد سے اُن کی نگارشات اور تحقیقات کو مشکوک بنایا جائے، اس پروپیگنڈے کی مدد سے حنفی مسلک پر قائم ہونے والے اعتراضات کے اثر کو زائل کیا جائے اور حنفی مسلک کو مجموعی اور تفصیلی اعتبار سے دین کی صحیح بلکہ صحیح ترین تعبیر قرار دیا جائے۔ مولانا محمد رئیس ندوی نے اسی کتاب کے جواب میں کئی ہزار صفحات پر مشتمل محدثین اور اُن کے دلائل کے خلاف اٹھائے جانے والے اعتراضات کو تفصیلی طور پر سامنے رکھ

کر مضبوط دلائل کی روشنی میں یہ عظیم کتاب لکھی جس کے ذریعے سے ہرچھوٹے بڑے مابہ النزاع مسئلے پر مبسوط تحریر وجود میں آئی۔ "اللمحات" کی چار ضخیم جلدیں جامعہ سلفیہ سے شائع ہوچکی ہیں اور پانچویں جلد کے تکملے کے ساتھ اب یہ کتاب دوبارہ نئے ٹائپ پر پاکستان سے شائع ہوکر قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ کتاب کا جتنا حصہ مؤلف نے چھوڑا تھا اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ کتاب ناقص ہے لیکن ان پانچ جلدوں میں جتنے مباحث اور مسائل پر تفصیلی چیزیں موجود ہیں، شاید اردو میں ان موضوعات پر کسی اور کتاب میں موجود نہیں ہوں گی۔

چونکہ مولانا ندوی خاندانی مقلد تھے اور تعلیم کے آخری سالوں میں اپنے مطالعے سے مذہب حق تک پہنچے، اس لیے شرح بخاری کے نام سے لکھی جانے والی کتاب کے مضر اثرات سے امت کو بچانے کے لیے قلم اٹھایا اور محدثین کرام کے علمی منہج کی حمایت، دفاع اور مسلک سلف کی حقانیت واضح کرنے، نیز تقلید وتعصب کی بوالعجبیوں سے پردہ اٹھانے کا حق ادا کردیا۔ یہ کتاب چار ضخیم جلدوں میں جامعہ سلفیہ (بنارس) سے شائع ہوکر مقبولِ عام وخاص ہوچکی ہے۔

"اللمحات" کی پہلی جلد ۵۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ پہلی بار ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ ابتدا میں علامہ صوفی نذیر احمد کشمیری کا مقدمہ ہے جو ۱۹۷۸-۶-۱۴ء کو لکھا گیا۔

دوسری جلد ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی جس کے ۵۱۸ ہیں۔ کتاب کے شروع میں ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کا مقدمہ ہے۔ ندوی صاحب نے اس جلد کا مقدمہ ۱۹۸۲-۸-۲۲ء کو لکھا۔

تیسری جلد ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ شروع میں ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کا مقدمہ اور مولانا عبدالوہاب حجازی کی ایک نظم ہے۔ یہ جلد ۵۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

چوتھی جلد ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ شروع میں مقدمہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کے قلم سے ہے۔ اس جلد کے ۵۷۶ صفحات ہیں۔ اس آخری جلد میں کتاب ''انوار الباری'' کے مقدمۂ کتاب کے صفحہ ۲۱۱ پر موجود ایک عبارت پر بحث ہے۔ اور آخری (پانچویں) جلد پاکستان سے پہلی بار شائع ہورہی ہے۔

واضح رہے کہ مولانا ندوی کی اب تک کی ساری تحریریں "اللمحات" کی مؤلف ''انوار الباری'' کے مقدمۂ کتاب کے جواب میں ہیں۔ ندوی صاحب نے اپنے مقدمۂ کتاب میں لکھا ہے:

''انوار الباری کے مقدمے اور متعدد جلدوں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ شرح صحیح بخاری کے نام سے شائع کی جانی والی یہ کتاب صحیح بخاری اور اس کے جلیل القدر مصنف امام بخاری کی تردید وتنقید میں لکھی جا رہی ہے۔ کتاب مذکور کا اصل مقصد تصنیف اہل حدیث ومسلک اہل حدیث پر نقد ونظر اور ردوقدح ہونے کے ساتھ اہل الرائے و مذہب اہل الرائے والتقلید کی مدح وتائید پر ہے۔ اپنی اس مہم میں مصنف انوار الباری اپنے ہم مزاج اہل قلم کے تیار کردہ قدیم وجدید مواد اور لٹریچر سے مدد لے رہے ہیں مگر اس سلسلے میں انھیں سب سے زیادہ مدد موجود صدی میں مسخ حقائق کے لیے چلائی گئی تحریک کے روح رواں علامہ زاہد کوثری اور ان کے اثر سے پیدا شدہ کوثری گروپ کی تحریروں سے مل رہی ہیں۔''

واضح رہے کہ ماہنامہ القاسم (دیوبند) نے انوار الباری پر بڑا سخت تبصرہ کیا بلکہ ان تحریروں کے بارے میں لکھا کہ اس سے آگے فتنے کی آبیاری ہوگی۔ اور مولانا عامر عثمانی نے ماہنامہ تجلی (دیوبند) میں اس کتاب کے مؤلف کی امانت ودیانت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

''ہمیں بڑی ندامت وتکلیف ہورہی ہے اس بات سے کہ محترم سید صاحب (مصنف انوار الباری) کی طرف خیانت جیسے گھٹیا جرم کا انتساب کریں لیکن اپنی خرابِی تقدیر کو کیا کریں، ہمیں یہ بُرا دِن دیکھنا تھا۔ اخلاص وخیانت، تحقیق وبددیانتی، گویا آگ اور پانی جمع ہیں۔ کیسا عجوبہ ہے کہ یہ نقیضین ایک ہی جگہ جمع ہوجائیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم انوار الباری کے کسی بھی مسئلے کے بارے میں اطمینان سے محروم ہوگئے۔ اگر ایک دو جگہ صریح خیانت اور دیدہ

ودانستہ حق پوشی کا قطعی ثبوت مل جائے تو سید صاحب ہی بتلائیں باقی سارے دفتر پر کیوں کر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔''

(۱۱)......**اسلام میں نماز جمعہ کا حکم** (مطبوع)

(۱۲)......**تحویل قبلہ** (مطبوع)

(۱۳)......**رکعات تراویح:** یہ کتاب چھ طویل قسطوں میں اخبار اہل حدیث (دہلی) بہ اہتمام مولانا سیّد تقریظ احمد سہسوانی چھپ چکی ہے۔

(۱۴)......**نماز جنازہ اوراس کے مسائل**

(۱۵)......**غاية التحقيق في تضحية أيام التشريق** (مطبوع)

(۱۶)......**قصہ ایام قربانی کا** (مطبوع دہلی)

(۱۷)......**مفقود الخبر شوہر کا شرعی حکم**

(۱۸)......**صحت نکاح کے لیے ولی اور کفو کی شرط**

(۱۹)......**کتاب العقیقہ**

(۲۰)......**غیر مقلدین کی حقیقت؛ مرتبہ مولانا سعید الحق قاسمی پر رد بلیغ:** یہ کتاب ''ضمیر کا بحران'' کے آخر میں (صفحہ۳۷۲ تا ۴۶۹) ضمیمے کے طور پر ہے جس کا موضوع ایک دیوبندی حنفی مقلد کے اہل حدیث کے بارے میں اٹھائے گئے اعتراضات کا رد و ابطال ہے۔ موضوع کی یکسانیت کی بنا پر یہ رسالہ ''ضمیر کے بحران'' کے آخر میں شائع ہوا۔ اس کا سن تالیف جنوری ۱۹۹۶ء (مطابق شعبان ۱۴۶۱ھ) ہے۔

(۲۱)......**تنوير الآفاق في مسئلة الطلاق**

(۲۲)...... **نبی اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز:** مولانا جمیل احمد نذیری نے اس موضوع پر اسی عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی جس کا مقصد فقہی مسلک کا دفاع تھا، ساتھ ہی اہل حدیث کے خلاف طعن و تشنیع بھی۔ ندوی صاحب نے اس کتاب میں نذیری صاحب کی تصنیف کا بھرپور جائزہ لے کر صحیح مسلک کی ترجمانی کی۔ یہ کتاب جامعہ سلفیہ سے شائع ہوئی۔ اس وقت ہمارے پاس پاکستانی ایڈیشن ہے جس کے ۵۰۷ صفحات ہیں۔

(۲۳)......**ضمیر کا بحران:** مولانا حافظ محمد یوسف جے پوری رحمہ اللہ نے ۱۳۴۰ھ میں ''حقيقة الفقه'' نامی ایک کتاب لکھی جس کے پہلے حصے میں فقہ حنفی کے چھ سو اُنیس (۶۱۹) ایسے مسائل مذکور ہیں جو قرآن و حدیث یا اجماعِ صحابہ کے سراسر خلاف اور عقل و قیاس کے غیر معقول نتائج پر مشتمل ہیں اور دوسرے حصے میں فقہ حنفی کے چھ سو سینتیس (۶۳۷) ایسے مسائل درج ہیں جن کے اکثر پر اہل حدیث کا عمل ہے اور جن کی وجہ سے حنفیہ انواع و اقسام کے دل آزار کلمات اہل حدیث کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ ان تمام مسائل کو مع حوالہ، مطبع اور سن طباعت کی نشاندہی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ایک بریلوی حنفی عالم نے مولانا جے پوری رحمہ اللہ کے ذکر کردہ مسائل میں سے چالیس مسائل کے حوالوں پر اعتراض کیا اور اس ضمن میں جماعت اہل حدیث کے خلاف زہر افشانی کی جس کا جواب مولانا ندوی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں دیا ہے۔ اس کتاب کی تکمیل ۲۵ دسمبر ۱۹۹۵ء (مطابق ۱۴۱۶ھ) کو ہوئی۔ اور اس کا سنِ اشاعت جنوری ۱۹۹۷ء (مطابق شعبان ۱۴۱۷ھ) ہے۔ اس کا ناشر جامعہ سلفیہ (بنارس) ہے۔ اس کتاب کے آخر میں (صفحہ۳۷۲ سے ۴۶۹ تک) ایک دوسرے رسالہ کا جواب دیا گیا ہے جس کا عنوان ہے: ''غیر مقلدین کی حقیقت'' مرتبہ: مولانا سعید الحق قاسمی مئوی۔

(۲۴)......**تصحيح العقائد بإبطال شواهد الشواهد:** یہ کتاب ایک بدعتی کی تحریر کے جواب میں لکھی جو آپ کے سراج العلوم (جھنڈانگر) کے زمانۂ تدریس میں شائع ہوئی۔ نظر ثانی اور اضافے کے بعد دوبارہ یہ کتاب جامعہ سلفیہ (بنارس) سے شائع ہوئی۔

(۲۵)......**علوی مالکی سے دو دو باتیں:** حوارمع المالكي تالیف شیخ عبداللہ سلیمان المنیع: یہ تین کتابیں بریلوی اور بدعتی فرقے کے رد و ابطال میں ہے، لیکن ضمیر کا بحران نامی کتاب میں زیر بحث مسائل کی ایک بڑی تعداد اُن اختلافی مسائل کی ہے، جس میں دیوبندی اور بریلوی دونوں مکتب فکر اہل حدیث کے مخالف ہیں۔

(۲۶-۵۶)...... **دیوبندی تحفظِ سنت کانفرنس (۲، ۳ رمئی ۲۰۰۱ء) کے موقع پر شائع کردہ ۲۹ مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیق**

جائزہ: یہ کتاب پہلی بار ہندوستان میں شائع ہوئی، پھر مکتبہ فضیل بن عیاض (کراچی، پاکستان) سے ۲۰۰۸ء میں ۱۰۲۷ صفحات پر شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۲۹ رسائل پر مشتمل ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۲۶)...... ۱: دیوبندی تحفظِ سنت کانفرنس (۱۴۲۲ھ موافق ۲۰۰۱ء) کے خطبۂ صدارت (از مولانا اسعد مدنی) پر سلفی تحقیقی نظر اور انکشافِ حقائق۔ صفحہ ۸۹ تا ۱۱۱۔

(۲۷)...... ۲: دیوبندی تحفظِ سنت کانفرنس (۱۴۲۲ھ موافق ۲۰۰۱ء) کے خطبۂ استقبالیہ (از مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب، مہتمم دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی تبصرہ وجائزہ ونقد ونظر۔ (صفحہ ۱۱۳ تا ۱۲۷)

(۲۸)......۳: "كشف الغمة بسراج الأمة" (تالیف: سید مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری، سابق صدر المدرسین ومفتی دار العلوم دیوبند) پر سلفی تحقیقی جائزہ (صفحہ ۱۲۹ تا ۲۴۱)۔ "كشف الغمة" مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی (م: ۱۳۶۹ھ) کی کتاب "الجرح على أبي حنيفه" کے جواب میں لکھی گئی تھی، اس کے جواب میں مولانا ندوی نے یہ کتاب لکھی۔

اس کتاب میں ندوی صاحب نے دیوبندی مفتی سید مفتی مہدی حسن کی اس سلسلے کی پہلی تصنیف میں اس طلسم کو توڑنے کی کوشش کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کو علماء نے ثقہ کہا ہے۔ اور یہ کہ ابوحنیفہ کی تضعیف سے بڑے بڑوں کا سلسلہ زد میں آجائے گا۔ استدلال اس سے ہے کہ ابوحنیفہ کے تلامذہ وشیوخ نامی گرامی لوگ ہیں۔

(۲۹)......۴: ''تحقیق مسئلہ رفع الیدین'' مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی (استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند) کی کتاب کا جائزہ۔ (صفحہ ۲۴۳ تا ۲۹۳)

(۳۰)......۵: "قـراءة خلف الإمام" (از مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری دیوبندی) پر ہمارا تحقیقی جائزہ وسلفی نقد وتبصرہ۔ (صفحہ ۲۹۵ تا ۳۹۲)

(۳۱)...... ۶: ''مسائل نماز'' فرقۂ دیوبندیہ کا کتاب وسنت کی روشنی میں پوسٹ مارٹم۔ (صفحہ ۳۹۳ تا ۴۶۲)

(۳۲)......۷: ''امام کے پیچھے مقتدی کی قراءت کا حکم'' (از مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی) پر سلفی تحقیقی جائزہ۔ (صفحہ ۴۶۳ تا ۵۰۱)

(۳۳)...... ۸: ''طلاق ثلاثہ صحیح مآخذ کی روشنی میں'' (تالیف: مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی) کا شرعی جائزہ۔ (صفحہ ۵۰۲ تا ۵۳۸)

(۳۴)...... ۹: ''حضرت امام ابوحنیفہ پر ارجاء کی تہمت'' (از مولانا نعمت اللہ اعظمی استاذ دار العلوم دیوبند) پر ہمارا سلفی تحقیقی جائزہ و تبصرہ۔ (از صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۸)

(۳۵)...... ۱۰: ''تحقیق مسئلہ رفع الیدین'' (از مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی استاذ دار العلوم دیوبند) پر سلفی وتحقیقی جائزہ (صفحہ ۵۴۹ تا ۶۰۰)

(۳۶)...... ۱۱: ''آمین بالجہر صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں'' (از درسی افادات فخر الدین احمد سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند وصدر جمعیت العلماء ہند) کا شرعی پوسٹ مارٹم۔ (صفحہ ۶۰۱ تا ۶۱۹)

(۳۷)......۱۲: ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطۂ نظر'' (از مولانا ابو بکر غازی پوری) پر ہمارا تحقیقی تبصرہ وسلفی جائزہ۔ (صفحہ ۶۲۰ تا ۶۴۷)

(۳۸)......۱۳: ''شریعت مطہرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور غیر مقلدین کا موقف'' (از مولانا عبد الخالق سنبھلی) پر ہمارا تحقیقی تبصرہ ونقد ونظر (صفحہ ۶۴۸ تا ۶۶۲)۔ مولانا نے یہ رد ۲۵/ اپریل ۲۰۰۲ء میں لکھا۔

(۳۹)......۱۴: ''شریعت مطہرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور غیر مقلدین کا موقف'' (از مولانا عبد الخالق سنبھلی) پر ہمارا تحقیقی و تنقیدہ جائزہ وتبصرہ (صفحہ ۶۶۳ تا ۶۹۸)۔ مولانا نے یہ رد ۲۲/ مئی ۲۰۰۲ء میں لکھا۔

(۴۰)...... ۱۵: ''فرض نماز کے بعد دعاء؛ متعلقات ومسائل'' (از مولانا عبد الحمید نعمانی) پر ہمارا تحقیقی جائزہ وتبصرہ۔ (صفحہ ۶۹۹ تا ۷۳۳)

(۴۱)...... ۱۶: ''تین طلاق کا مسئلہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں'' (از مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری، استاذ مدرسہ شاہی مرادآباد) پر

ہمارا تبصرہ و جائزہ و نقد و نظر۔ (صفحہ ۷۳۴ تا ۷۶۲)

(۴۲)...... ۱۷: ''تحریک لا مذہبیت؛ غیر مقلدیت، سلفیت: دورِ حاضر میں افتراق بین المسلمین کی سب سے خطرناک عالم گیر مہم'' (از مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری، استاذ مدرسہ شاہی مراد آباد) پر ہمارا تحقیقی و دیوبندیت شکن زور دار تبصرہ۔ (صفحہ ۷۶۳ تا ۷۷۴)

(۴۳)...... ۱۸: ''خواتین اسلام کی بہترین مسجد'' (تالیف: مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی، استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تبصرہ۔ (صفحہ ۷۷۵ تا ۸۰۰)

(۴۴)...... ۱۹: ''علم حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ'' (از مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اعظمی، استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی جائزہ اور علمی وتنقیدی تبصرہ۔ (صفحہ ۸۰۱ تا ۸۱۵)

(۴۵)...... ۲۰: '' قرآن و حدیث کے خلاف غیر مقلدین کے (۵۰) مسائل'' (از مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری، سابق صدر المدرسین ومفتی دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی تبصرہ (صفحہ ۸۱۶ تا ۸۱۸)۔ مولانا نے اس رسالہ کی تالیف، یعنی جون ۲۰۰۲ء سے پانچ سال پہلے ''ضمیر کا بحران'' نامی کتاب میں ان سارے مسائل پر تفصیلی بحث کی ہے جو در اصل حنفیوں کی بریلوی شاخ کی طرف سے شائع شدہ کتاب ''غیر مقلدین کے چالیس فریب'' کا تفصیلی جواب ہے۔

(۴۶)...... ۲۱: ''مسئلہ تقلید قرآن وحدیث اور اقوال علماء سلف کی روشنی میں'' (از مولانا مفتی محمد راشد اعظم گڈھی، استاذ دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی وتنقیدی تبصرہ و جائزہ و رد بلیغ۔ (صفحہ ۸۱۹ تا ۸۲۳)

(۴۷)......۲۲: ''عورتوں کا طریقۂ نماز'' (از مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی بنارسی، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس) پر ہمارا بھرپور تحقیقی تبصرہ۔ (صفحہ ۸۲۴ تا ۸۳۶)

(۴۸)......۲۳: ''فقہ حنفی أقرب إلى النصوص ہے'' (از مولانا سعید احمد پالن پوری، استاذِ حدیث دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی جائزہ وعلمی تبصرہ وتحقیقی بحث ونظر۔ (صفحہ ۸۳۷ تا ۸۵۱)

(۴۹)...... ۲۴: ''توسل و استغاثہ بغیر اللہ اور غیر مقلدین کا مذہب'' (از مولانا مفتی محمد بلند شہری، مفتی دار العلوم دیوبند) کا تحقیقی جائزہ۔ (صفحہ ۸۵۲ تا ۸۷۳)

(۵۰)...... ۲۵: ''اجماع و قیاس کی حجیت قرآن و حدیث اور اقوال سلف کی روشنی میں'' (از مولانا محمد جمیل احمد سکروڈوی، استاذ دار العلوم دیوبند) پر رد بلیغ و دیوبندی کمر توڑ تبصرہ وفکر ونظر۔ (صفحہ ۸۷۴ تا ۸۷۹)

(۵۱)...... ۲۶: ''غیر مقلد کی توبہ؛ ایک حنفی اور غیر مقلد کے مابین دلچسپ مباحثہ'' پر تحقیقی وتنقیدی تبصرہ۔ (صفحہ ۸۸۰ تا ۸۹۸)

(۵۲)...... ۲۷: ''مسائل و عقائد میں غیر مقلدین کے متضاد اقوال'' (از مفتی حبیب الرحمٰن خیر آبادی، مفتی دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی وتنقیدی جائزہ وتبصرہ۔ (صفحہ ۸۹۹ تا ۹۱۹)

(۵۳)...... ۲۸: ''مسائل و عقائد میں غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافق'' (از مولانا محمد جمال بلند شہری، استاذ دار العلوم دیوبند) پر ہمارا تحقیقی تبصرہ اور تنقیدی جائزہ۔ (صفحہ ۹۲۰ تا ۹۵۴)

(۵۴)......۲۹: ''غیر مقلدین کے ۵۶ اعتراضات کے جوابات'' (از مولانا شبیر احمد قاسمی، استاذِ حدیث مدرسہ شاہی مراد آباد) پر ہمارا تحقیقی تبصرہ۔ (صفحہ ۹۵۵ تا ۱۰۲۷)

(۵۵)......"تراث المسلمين العلمي في نظر شيخ الإسلام ابن تيميه" تالیف: عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی، اردو ترجمہ از مولانا محمد رئیس ندوی۔ (قلمی)

(۵۶)...... اُصولِ حدیث افادات ابن تیمیہ کی روشنی میں۔ تالیف: عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی، اردو ترجمہ از مولانا محمد رئیس ندوی۔ (قلمی)

ربیع الاول ۱۴۰۸ھ کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر سیمینار کے دوسرے دن سعودی عرب سے میری لائبریری جامعہ سلفیہ پہنچی تو مولانا مرحوم نے میرے پی ایچ ڈی کے مقالے "شيخ الإسلام ابن تيميه وجهوده في الحديث وعلومه" کو منگوا کر پڑھا اور بڑی دعائیں دیں۔ اور کچھ دن کے بعد مجھے اور استاد محترم ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ مولانا رئیس ندوی مرحوم

نے ہم لوگوں کی اطلاع کے بغیر کتاب پر بھرپور تقریظ لکھی اور مقالے کی پہلی جلد کے مذکورہ دو ابواب کا ترجمہ بھی کر دیا۔ اور یہ میرے حق میں ایک اعزاز تھا کہ ندوی صاحب نے ہماری ہمت افزائی اس انداز میں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کتابوں کو شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور استاد محترم کو اجر جزیل عطا فرمائے، آمین۔

ندوی صاحب کی تحریروں کا خلاصہ:

مولانا محمد رئیس ندوی صاحب نے درس وتدریس اور افتا، نیز تصنیف وتالیف کے ذریعے اسلامی علوم وفنون کی خدمت کی اور آپ کی اکثر تصانیف کا موضوع اختلافی فروعی اور اصولی مسائل کی تنقیح و تنقید تھا، چنانچہ آپ نے کتاب "اللمحات" کے ذریعے دیوبندی فقہ وفلسفے کا تارو پود بکھیرا اور محدثین کے منہج کی شرح وترجمانی فرمائی اور اس پاک وصاف منہج اور اس کے حاملین کے خلاف اٹھنے والے قدیم وجدید اعتراضات کا علمی اور مسکت جواب دیا۔ دلائل کی روشنی میں جھوٹی روایات اور قصوں اور بے جا تاویلات سے بنائے گئے قصر تقلید وتصوف پر زوردار حملہ کر کے اس کو زمین بوس کر دیا۔ مسلک سلف کی شرح و وضاحت کی، حدیث وفقہ کے تراجم کو کھنگال کر محدثین کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور بے جا تاویلات کی حقیقت واضح کی۔

دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ جس حق وصواب تک پہنچنے کی ان تھک کوشش کی وہ دین کی خدمت ہے یا بگڑے لوگوں کی اصلاح میں عمل جراحی پر چیخ وپکار کے ذریعے مولانا کی اصل علمی خدمت کے خلاف محاذ آرائی کی جارہی ہے۔ ندوی صاحب جیسا فاضل محقق، ندوی نسبت کے علی الرغم، ندوی اسلوب دعوت ونگارش کی عدمِ تقلید کی وجہ سے ندوی حلقے میں بھی ہدف تنقید ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حقائق علمیہ دینیہ کی تحقیق وتدقیق کر کے صحیح نقطۂ نظر کی وضاحت محدثین کے منہج کی تصویب، مسائل کی تنقیح کر کے مولانا نے جو ممتاز اور مفید حقیقی دینی خدمت انجام دی اس پر ندوی حلقے کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس دینی فریضے کی ادائیگی کا حق ایک ندوی نے ادا کیا۔

ندوی صاحب کی تالیفات کے موضوعات اور اُن کا اسلوب نگارش بعض ندوی دوستوں کو پسند نہ آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلوب اس حلقے میں عموماً ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ندوی علماء کے علمی کاموں کے تعارف میں ندوی صاحب کا ذکر بھی ایک کتاب میں نظر سے گزرا۔ مؤلف موصوف جناب منور سلطان ندوی اپنی کتاب ''ندوۃ العلماء کا فقہی مزاج اور ابنائے ندوہ کی فقہی خدمات'' میں مولانا محمد رئیس ندوی کا تعارف کراتے ہوئے ۱۳ تالیفات کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں:

''ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر ۱۰ سے زائد کتابیں ہیں۔''

اور آپ کی علمی خدمات پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

''فقہ سے متعلق مذکورہ کتابوں کے نام سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتابیں اہل حدیث مسلک کے اعتبار سے لکھی گئی ہیں اور بعض حنفی مسلک یا کسی مسئلے کے جواب میں ہیں۔ احناف کے خلاف یا کسی مسئلے کی تردید میں آئی جو تحریریں ہیں ان میں آپ نے یہ انداز اختیار کیا ہے کہ پہلے احناف کے دلائل کا جائزہ لیا ہے، پھر ان دلائل اور خصوصاً حدیث کی روایتوں پر ہر اعتبار سے تفصیلی کلام کیا ہے اور سند ومتن دونوں اعتبار سے ان روایتوں کو کمزور اور ضعیف ثابت کرنے کے بعد اپنے مسلک کی وضاحت کی ہے اور اپنے مسلک کی تائید میں روایتیں نقل کی ہیں۔ اس طرح آپ کی بعض کتابوں میں فقہ سے زیادہ حدیث کے مباحث ملتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ یہ علمی وتحقیقی سرمایہ تیار کیا ہے۔ اگر آپ کی یہ محنت اور جانفشانی مختلف فیہ مسائل کی توثیق وتوضیح اور دوسرے مکاتب فکر پر جارحانہ تنقید کے بجائے نئے مسائل کی تحقیق یا اسلام پر ہونے والے نت نئے اعتراضات کے جواب میں صرف ہوتی تو استفادہ وافادہ کے لحاظ سے یہ بدر جہا بہتر ہوتا۔'' (ص: ۳۵۷، ۳۵۸)

اس لمبے اقتباس میں ندوی صاحب کی علمی خدمات کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اختلافی مسائل پر خامہ فرسائی کو ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے۔ اور جو مشورہ دیا گیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس تحریر پر ہم اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ پسند اپنی اپنی، خیال اپنا اپنا۔

اصول اور فروع میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی تاریخ بڑی طویل ہے۔ ثقہ اور راسخ علماء کی ہمیشہ یہ ذمہ داری رہی ہے کہ وہ صحیح عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں رشد وہدایت کا کام انجام دیں اور لوگوں کو صحیح بات بتائیں، تاکہ لوگ صراط مستقیم پر چل سکیں۔ ندوی صاحب نے محققین ائمہ دین کا راستہ اختیار کیا، تاکہ لوگ صحیح کو دلائل کی روشنی میں صحیح کہیں اور غلط کو دلائل کی روشنی میں غلط کہیں، یہی خیر خواہی کا سب سے بڑا عنوان ہے۔ رہ گئے جدید مسائل پر دادِ تحقیق دینا یا اسلام پر اعتراضات کا دفاع تو اس سے کسی نے کسی کو روکا نہیں لیکن اس باب میں موجود لٹریچر کی اکثر تحریروں پر یہ تبصرہ نامناسب نہ ہوگا "لا لإسلام نصروا ولا للكفر كسروا" جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے معتزلہ کے فکر وفن پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

ندوی صاحب کا طرزِ تالیف:

مولانا نے عام طور پر تاریخ وسیرت اور حدیث وفقہ میں اختلافی مسائل پر تصانیف لکھیں جن میں دلائل کی بھرمار کے ساتھ ساتھ تکرار اور طول بیانی پائی جاتی ہے، چونکہ اختلافی مسائل میں وہ ایسے مؤلفین کی تحریروں کا جواب لکھتے تھے جن کا اسلوب جادۂ اعتدال سے ہٹا ہوتا تھا اور تعصب وتقلید کی بنا پر جارحیت اور نازیبا الفاظ کے استعمال کی وجہ سے فریق مخالف کے جواب میں جواب آں غزل کے طور پر مولانا کے نوکِ قلم پر سخت سست باتیں بھی آجاتی تھیں جس کی وجہ سے مخالفین کا یہ کہنا ہے کہ ان کے لہجے میں بڑی سختی ہے۔ اور یہ بات عملاً صحیح بھی ہے جس کی مثالیں ان کی تحریروں میں ملیں گی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اختلافی مسائل میں لکھنے والے مؤلفین میں مولانا پہلے آدمی ہیں جن کے لب ولہجے کی تیزی اور تلخی کی شکایت کی جارہی ہے یا اس سے پہلے بھی قدیم وجدید لوگوں کے یہاں اس طرح کا اسلوب ملتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ مولانا نے جن لوگوں کو اپنی تیز وتند تنقید کا نشانہ بنایا وہ کون لوگ ہیں، ان کا لب ولہجہ کیا ہے اور علمی اور اختلافی مسائل کی تحقیق میں اُن کی کارستانیاں کیا ہیں! کیا یہ حضرات دودھ کے دھلے ہیں، اِن کی تحریریں کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی ہیں جو ہر حال میں احترام وعزت کے لائق و سزا وار ہیں! کیا علمی مسائل کی وضاحت وتنقیح میں اُن کا قلم جادۂ اعتدال سے نہیں ہٹتا یا وہ ثقہ اور سنجیدہ مؤلفین کے اسلوب کی پیروی کرتے ہیں......!

یا مولانا نے جن لوگوں کو مخاطب کیا اور جن کی تحریروں کا رد و اِبطال کیا اُن کی زور زبردستی کا شکار مقدس ومحکم شرعی نصوص ہوئے اور اُن کی زد سے قابل احترام شخصیات بلکہ ائمہ سلف اور فقہاء و محدثین اور مسلمہ علمی حقائق، جو اہل علم کے یہاں مقبول اور قابل احترام ہیں، بھی بچ نہ سکے۔

غور طلب بات یہ بھی ہے کہ معترضین کے اعتراض میں فی الحقیقت کتنا وزن ہے۔ آگے چل کر ہم بعض مثالوں سے یہ واضح کریں گے کہ مولانا محمد رئیس ندوی کے قلم نے ایسے گستاخوں کی خبر لی ہے جن پر قدغن لگانا اور جن کو دندان شکن جواب دینا فرض عین کے قبیل سے تھا، ندوی صاحب نے یہ کام کرکے امت کی طرف سے فرض کفایہ کی ادائیگی کا کام کیا ہے۔

اسلام نے معاندین اور مخالفین کے خطاب اور اُن کے عقائد و اَقوال کے رد واِبطال کے سلسلے میں ہماری راہنمائی کی ہے اور اسلام کے نظام حدود میں بھی اس کی طرف واضح اشارہ ہے۔

۱: حق اور اہل حق سے لڑنے والوں کے بارے میں قرآن کا لہجہ دیکھیں

۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں بے شمار ایسی مثالیں ملیں گی جن میں کتاب وسنت سے انحراف کرنے والوں پر صحابہ کرام نے بڑی سخت تنقید کی اور بڑا ہی سخت موقف اختیار کیا۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں:

❀...... نبی اکرم ﷺ خواب دیکھتے ہیں کہ آپ عمرہ کررہے

ہیں۔صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ صرف عمرہ کی نیت سے احرام کی حالت میں تکبیر وتہلیل اور ذکر الٰہی کے ماحول میں آگے بڑھتے ہیں لیکن معاندینِ حق کفارِ قریش کو خبر ہوجاتی ہے اور وہ آگے آ کر حدیبیہ میں اس بڑی جماعت کو عمرہ کرنے سے روک دیتے ہیں۔ صلح صفائی کے لیے جوبات چیت ہوتی ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کو صحابہ سے بددل کرنے کے لیے عروہ بن مسعود یہ کہہ اٹھتا ہے کہ اے محمد! آپ اپنے ان جانثاروں کے چکر میں کب تک رہیں گے، وہ دن دور نہیں جب حمایتیوں کا یہ ٹولہ آپ کو تنہا چھوڑ دے گا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے حلیم الطبع اور بردبار آدمی کا لہجہ انتہائی سخت ہوجاتا ہے اور عین صلح صفائی کی اس مجلس میں آپ کی زبان سے کافروں کے نمائندے کے بارے میں یہ الفاظ نکلتے ہیں:

"امصص بظر اللات."

''اپنے لات معبود کی شرمگاہ چاٹو۔''

قارئین کا اس تعبیر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا اُن کے نزدیک یہ مہذب طرزِ تخاطب ہے یا اُن کی سمجھ میں یہ کوئی اور اسلوب ہے۔لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سخت لہجے سے اس کافر کو اس کے اپنے اعتقاد کے مطابق ایک بات سمجھائی تھی اور بتایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ آپ کے فدائی اور جانثار ہیں جو ہر صورت میں آپ کے ساتھ رہیں گے اور آپ بھی اُن کا ساتھ نہ چھوڑیں گے، جب کہ مشرکین وکفار کا معاملہ یہ تھا کہ کنکر و پتھر کو پوجتے اور اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے معبود سے لو لگاتے لیکن مصیبت کی گھڑیوں میں ان معبودوں سے خود ہی پیچھا چھڑا لیتے۔ سمندر میں جب کشتی ڈگمگاتی تو اُس وقت ان بتوں کو خود اپنے ہاتھوں سے سمندر میں پھینک دیتے تھے اور ایک اللہ کا اعتراف کرتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس تلخ اسلوب خطابت میں بھی ایک بڑے سبق کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ اور واہ رے عروہ بن مسعود اور اس کا عربی و قریشی اخلاق کہ اس نے پہلے یہ پوچھا کہ کس نے یہ بات کہی ہے۔ اور جب اسے پتا چلا کہ ابوبکر نے یہ بات کہی ہے تو اُس کے جواب میں اس لیے خاموشی اختیار کی کہ زمانۂ جاہلیت میں ابوبکر نے عروہ بن مسعود کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کا معاملہ کیا تھا، اس لیے اب معاملہ برابر ہوگیا۔

کیا مذہبی دنگل کے پہلوان جو اختلافی مسائل کو لے کر طاقت آزمائی کرتے ہیں، وہ لکھتے پڑھتے وقت اس طرح کے مسائل کو بھی سامنے رکھتے ہیں، اور کیا دینی اور دنیاوی قدریں بھی اُن کے سامنے رہتی ہیں جن کی رعایت کرتے ہوئے کبھی تو مہذب اسلوب اختیار کیا جائے۔

❀......عمر رضی اللہ عنہ جو قبولِ اسلام سے پہلے اسلام اور اہلِ اسلام کی ڈٹ کر مخالفت کرنے والے تھے اور مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد کفر وشرک اور طاغوت کے سامنے شمشیر براں بن گئے، ان کا حال یہ تھا کہ جہاں کسی سے کوئی بات کتاب وسنت سے ہٹ کر سنی فوراً رسول اکرم ﷺ سے اجازت چاہی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔لیکن مجال ہے کہ کبھی کسی کو بغیر نبی اکرم ﷺ کی اجازت کے تکلیف پہنچائی ہو یا کسی سے انتقام لیا ہو۔ ہاں، اگر رسول اللہ ﷺ موجود نہ ہوں تو اور بات ہے، اس وقت وہ اپنے فہم وفراست اور اجتہاد کی روشنی میں فیصلہ کرتے۔ اور یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ آپ اپنے اس موقف پر نادم بھی ہوتے اور روتے بھی کہ وہ خود غلطی پر تھے۔مقصد یہ ہوتا تھا کہ اسلام کا نام بلند ہو، دلائل کی دنیا آباد ہو، کلمۂ حق کا بول بالا ہو۔ نہ تاویل، نہ تحریف، نہ اقرباء پروری، نہ مشائخ پرستی، نہ قبیلہ اور وطن کے نام پر پارٹی بندی نہ کرسی اور صدارت کے لیے سازشیں اور جوڑ توڑ۔

❀......متفق علیہ حدیث میں ہے:

"عن ابن عمر قال: قال رسول الله: ((لا تمنعوا إماء الله أن يصلين في المسجد.)) فقال ابن له: إنا لنمنعهن: قال: فغضب غضبا شديدا وقال: أحدثك عن رسول الله وتقول إنا لنمنعهن؟" (صحيح بخاري، رقم الحديث٥٢٣٨، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٤٤٢)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکو۔'' تو ان کے ایک بیٹے نے ان سے کہا: ہم تو انھیں ضرور روکیں گے۔ یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے اور بولے: میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ہم انھیں ضرور روکیں گے۔''

گویا تم اپنے آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل لا رہے ہو۔ مسند احمد (۲؍۶۳) میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زندگی بھر اس لڑکے سے بات نہیں کی۔

❀......صحیحین وغیرہ میں ہے:

"عن عبد الله بن مغفل أنه كان جالسا إلى جنبه ابن أخ له فخذف فنهاه وقال: إن رسول الله نهى عنها وقال: ((إنها لا تصيد صيدا ولا تنكي عدوا وإنها تكسر السن وتفقأ العين.)) قال: فعاد ابن أخيه يخذف، فقال: أحدثك أن رسول الله نهى عنها ثم عدت تخذف؟ لا أكلمك أبدا." (صحيح بخاري، رقم الحديث: ٤٨٤١، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٩٥٤)

''عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا بھتیجا ان کے بغل میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے دو انگلیوں کے درمیان کنکری رکھ کر پھینکی تو انھوں نے اسے منع کیا اور کہا: رسول اللہ رحمہ اللہ نے اس کام سے روکا ہے اور فرمایا ہے: ''یہ کنکری نہ تو کوئی شکار کرتی ہے اور نہ ہی دشمن کو زخمی کرتی ہے، البتہ یہ دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ راویِ حدیث سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کا بھتیجا دوبارہ کنکریاں پھینکنے لگا تو انھوں نے کہا: میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام سے روکا ہے اور تم پھر اسے کرنے لگے، میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔''

❀......مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں ایک بہت ہی اہم روایت آئی جس میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے صحابہ کرام کی عام زندگی میں ہنسی مذاق کرنے اور بے تکلفی والے طرزِ زندگی کی بات کہی ہے اور ساتھ میں یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اُن کا حال یہ ہوتا تھا کہ وہ آپس میں خوش فعلیاں کرتے، مثال کے طور پر تربوز کھا کر ایک دوسرے کی طرف اس کا چھلکا پھینک دیتے لیکن جب کبھی دین اور دینی غیرت کا کوئی سوال کھڑا ہوتا یا کوئی غیر شرعی چیز آتی تو اُن کی آنکھیں مارے غصے اور دینی حمیت کے سرخ ہو جاتیں۔

امام احمد بن حنبل نے اپنے عہد کے نافہم حکام اور مسلک سلف سے دور رہنے والے درباری علماء کا جس طرح سے مقابلہ کیا اور اللہ رب العزت کے لیے صفتِ کلام کے اجماعی عقیدے کے خلاف پھیلائے جانے والے باطل عقیدہ ''اللہ کا کلام (جیسے قرآن) مخلوق ہے'' کے خلاف جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس عظیم خدمت کے نتیجے میں آپ کو امام اہل سنت والجماعت کا خطاب ملا۔ آپ کی دینی حمیت، دلی کیفیت اور آنکھ وچہرے پر غیرت دینی کے اثرات کو تاڑ کر ایک ساتھی نے آپ کو خوش خبری دی کہ آپ کی جو حالت ہو رہی ہے اس کی مثال صحابہ کرام سے ملتی ہے، اس لیے آپ خوش ہو جایئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کی توفیق دی کہ جیسے صحابہ کرام حق کے لیے پیچ وتاب کھاتے تھے اور اُن کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، ایسے ہی آپ کی حالت ہو جاتی ہے۔

ندوی صاحب کے لہجے میں تلخی پائی جاتی ہے، اس کے پیچھے یہی سنت کی حمیت کا جذبہ کام کر رہا تھا، اس لیے کہ ندوی صاحب نے تقلید وتعصب کے ماحول میں آنکھ کھولی تھی اور سن رشد تک وہ اسی بھول بھلیوں میں رہے۔ اور جب حدیث رسول سے واقفیت ہوئی اور صحابہ وتابعین اور ائمہ دین کی دینی بصیرت سے کسب فیض کا موقع ملا تو حامیِ سنت اور ماحیِ بدعت عالم بن کر اپنی قوم کے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کی بھرپور کوشش کی اور غیرت دینی سے مجبور ہو کر سخت وسست لہجہ بھی اختیار کیا جس میں وہ معذور ہی نہیں بلکہ ماجور بھی ہوں گے، ان

شاءاللہ۔

خوابوں کی تعبیر کا فن اور ندوی صاحب کی اس سے دلچسپی اور لگاؤ:

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ استاذ محترم برزخی زندگی میں اُس کی رحمت کے زیر سایہ محوخواب ہوں اور زندگی بھر دین وعقیدہ اور حدیث اور منہجِ محدثین کا یہ خادم اپنے رب کے خصوصی صلہ واکرام کا مستحق ہو، اللهم اغفرله وارحمه رحمة واسعة.

من جملہ فنون کے تعبیر رؤیا کے فن سے بھی مولانا کو لگاؤ تھا اور انھیں اس بارے میں اچھی واقفیت تھی اور پوچھنے پر خوابوں کی تعبیر بتاتے بھی تھے۔میں نے مولانا کو بتایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آم کھا رہا ہوں تو مسکرا کر بولے: جی مولانا! یہ تو بڑا اچھا خواب ہے، آپ کے یہاں ان شاءاللہ اولاد نرینہ پیدا ہوگی۔الحمدللہ جب گھر میں بچے کی پیدائش ہوئی تو وہ میرا پہلا بچہ عبداللہ تھا۔ یہ ۷۴، ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے۔

اساتذہ، طلبہ اور عام لوگوں سے تعلقات:

ندوی صاحب کا تعلق اساتذہ اور طلبہ سے بڑا خوشگوار رہتا تھا، اس کا صحیح اندازہ ندوی صاحب کے قریب رہنے والوں کو بہ خوبی ہے۔ اسی طرح سے جمعیت اہل حدیث اور دوسرے دینی، ملی اور مسلکی اداروں اور شخصیات سے روابط اور تعاون بھی آپ کی شخصیت کا ایک اہم عنوان تھا۔ میں نے یہ دیکھا کہ مولانا ندوی شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ مبارکپوری، مولانا عبدالرؤف رحمانی اور مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی کا بڑا احترام کرتے اور ان کا بڑے ادب سے نام لیتے۔ایک مرتبہ مولانا علی میاں نے پھلواری شریف (پٹنہ) کا سفر کیا اور ندوی صاحب کو اس کی اطلاع دی گئی۔آپ نے مجھے ساتھ لیا اور بنارس کے ریلوے اسٹیشن پر ریز روڈ بے میں ہم دونوں نے مولانا علی میاں سے سلام کیا اور کچھ دیر تک وہ مولانا ندوی سے ہم کلام رہے۔ وہیں پتا چلا کہ مولانا علی میاں ندوی بہت ٹھنڈا پانی نوش فرماتے تھے، جب پانی پینے کے لیے دیا گیا تو انھوں نے فرمایا:"مـــاء يشـرب" مقصد یہ تھا کہ زیادہ ٹھنڈا تو نہیں ہے ہاں بس گزارہ ہو جائے گا۔

مولانا شمس الحق بہاری سے آپ کی بڑی گہری دوستی تھی، ازہری صاحب اور شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید صاحب رحمہ اللہ سے آپ کو بڑا اُنس تھا۔حقیقت یہ ہے کہ جامعہ سلفیہ کے انتظام وانصرام سے متعلق ان دونوں کلیدی شخصیتوں نے ندوی صاحب کی بڑی عزت وتکریم کی اور تصنیف وتالیف کے معاوضے کے سلسلے میں میں نے ازہری صاحب کو بڑا چاق چوبند پایا، تاکہ ندوی صاحب اپنے کاموں میں مشغول رہیں۔ میں اور آپ کے تلامذہ کی ایک تعداد جامعہ سلفیہ اور جامعہ رحمانیہ میں مختلف شعبوں میں کام کرتے رہے اور کر رہے ہیں، ہم سب آپ کا احترام کرتے اور آپ ہمیشہ ہم لوگوں سے مشفقانہ برتاؤ کرتے اور لکھنے پڑھنے کے کاموں میں ہماری حوصلہ افزائی کرتے، مشکل مسئلے کے حل میں مدد فرماتے، بلاتکلف ہماری کھانے پینے کی مجالس میں شرکت فرماتے۔ خیر، ہمارا تو ندوی صاحب سے گھریلو تعلق تھا۔ہم دونوں جامعہ میں ایک ہی بلڈنگ میں ساتھ رہے، ہر وقت کا تعلق اور ساتھ رہا۔مولانا میرے ساتھ میرے گاؤں پریوا بھی تشریف لے گئے۔ جب میں نے والد محترم عبدالجبار خاں فریوائی کے نام سے فریوائی اکادمی کی طرف سے سالانہ ایوارڈ دینا شروع کیا جس کے الحمدللہ اب تک دس سال ہوگئے ہیں۔ ندوی صاحب کی خدمات کے اعتراف میں تیسرے سال آپ کی خدمت میں یہ ایوارڈ پیش کیا گیا جس میں آپ بیماری کے علی الرغم شریک ہوئے۔ اس تقریب کے ساتھ عزیزم عبدالحسن کی شادی کے ولیمے کی تقریب بھی تھی، علماء اور مشائخ کی ایک بڑی تعداد اس تقریب میں شریک ہوئی۔اس موقع پر ندوی صاحب نے دارالدعوۃ کی تعمیر وترقی دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور دعائیں دیں۔ندوی صاحب کے بارے میں لکھنے کے کئی گوشے ہیں، مجھے قوی امید ہے کہ سدھارتھ نگر میں آپ کی حیات وخدمات پر منعقد ہونے والے سمینار کے مقالات سے آپ کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر مزید روشنی پڑے گی۔ اللہ رب العزت استاذ محترم کو اپنے یہاں بڑا اَجر وثواب دے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

تشنگانِ علوم اسلامیہ کے لیے عظیم خوشخبری

دار التخصّص والتحقیق قصور

فاضلین علوم اسلامیہ کے لیے حدیث ،اصولِ حدیث، اسماء الرجال اور عربی لغت و ادب میں تخصّص کا سنہری موقع

زیر سرپرستی : فضیلۃ الشیخ ،علامہ ،غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ، مدیر ماہنامہ السنۃ ،جہلم



1۔ عقیدۂ اہل سنت ،تفسیر ،حدیث ،اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں مہارتِ تامہ

2۔ عربی لغت وادب کے لیے ماہرین فن شیوخ کی خدمات

3۔ قصور شہر کے پوش علاقے میں قیام وطعام کا بہترین بندوبست

4۔ دورانِ تخصص طلبہ کی اعلیٰ عصری تعلیم کے لیے ملک کی نامور یونیورسٹیز میں داخلے کا منصوبہ

اسلامی شعائر کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ کے فاضل یا مساوی اہلیت کے حامل، نیز عربی لغت وادب اور اصولِ حدیث سے اچھی معرفت اور حصولِ علم میں شوق وذوق رکھنے والے ذہین طلبہ جلد از جلد رابطہ کریں۔ چند نشستیں باقی ہیں۔

الداعی الی الخیر حافظ ابو یحییٰ نور پوری
ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
ونائب مدیر ماہنامہ السنۃ ،جہلم
Darulaslaf@hotmail.com

0345-5556654

ماہنامہ السنۃ کا "وسیلہ نمبر"

دارالتخصص والتحقیق کا نمائندہ "ماہنامہ **السنۃ** جہلم" عرصہ چار سال سے مسلکِ حق ،اہل حدیث ،کے لیے علمی وتحقیقی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ضعیف احادیث سے مکمل اجتناب کرتے ہوئے سلف صالحین کے منہج وعمل اور اصولِ محدثین کے عین مطابق قدیم وجدید مسائل کی تحقیق اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ **الحمد للہ!** چار سال کے قلیل عرصہ میں اس کا مطالعہ کرنے کے بعد بہت سے خوش قسمت لوگ گمراہی کی پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔ **ہر مضمون قرآن وسنت، اصولِ محدثین اور فہم سلف سے آراستہ**

ماہنامہ السنۃ کی علمی مجلس نے اپنے تحقیقی مزاج کے مطابق مسئلہ وسیلہ پر ایک سیر حاصل مقالہ تحریر کیا ہے۔اس مقالے کی ایک ایک سطر اسلافِ امت کے فہم وعمل کی روشنی میں افراط وتفریط سے کوسوں دُور رہ کر لکھی گئی ہے۔ یہ تحقیق اپنے موضوع پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔اسی مقالے کو مختلف مضامین کی شکل میں ترتیب دے کر ماہنامہ السنۃ کی خصوصی اشاعت "وسیلہ نمبر" کی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔

اہم عناوین : وسیلہ۔۔۔مفہوم واقسام ،وسیلہ اور قرآنِ کریم ،وسیلہ صحیح احادیث اور فہم سلف کی روشنی میں ،مختلف مکاتب فکر اور وسیلہ، وسیلے کی ممنوع اقسام پر دلائل کا جائزہ ،توسل آدم علیہ السلام ،تُو اگر نہ ہوتا۔۔۔!،صلاۃِ غوثیہ کی شرعی حیثیت۔ **ہر مکتبہ فکر کے منصف مزاج قارئین کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ**

ملنے کا پتہ مکتبہ اسلامیہ، بالمقابل رحمان مارکیٹ ،غزنی سٹریٹ ،اردو بازار ،لاہور 042-37244973

ضرورت رشتہ

①......مغل اہل حدیث بہن بھائی، عمر ۲۵، ۲۶ سال، تعلیم ایف۔ اے، کاروباری لڑکے اور لڑکی کے والدین مغل اہل حدیث صرف لاہور والے ہی رابطہ کریں۔

(فون موبائل:0300-9414669)

②......مغل برادری کے رشتے مغل اہل حدیث خاندانوں میں فی سبیل اللہ ہمارے پاس صنعت کار، کاروباری، ملازم پیشہ، پڑھے لکھے رشتے موجود ہیں۔ والدین اعتماد کے ساتھ رابطہ کریں۔

(موبائل نمبر:0321-4115312)

③......مغل اہل حدیث لڑکا، عمر ۲۷ سال، کپڑے کا اپنا کاروبار، دونوں ٹانگوں میں نقص، کے لیے مغل اہل حدیث لڑکی کے والدین صرف لاہور والے ہی رابطہ کریں۔

(فون موبائل:0300-9414669)

الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔ اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین وحضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

- مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام وصفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
- جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کردیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
- مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)